بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR — QADIAN

قادیان ضلع گورداسپور

عام قیمت پیشگی للعہ

قیمت از معاونین صہ ۔ قادیان مین ہے

اے جہان منتظر خوش ہو کہ سوئے قادیان ۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸ ۔ آگیا موعود عیسیٰ مہدی آخر زمان

قیمت از غربار و طلبار ۔ دیگر صاحبان ہے ۔ گورنمنٹ عنـ۵

۲۲ صفر ۱۳۲۶ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۶ ۔ مارچ ۱۹۰۸ء

جلد ۷ ۔ نمبر ۱۲

بروز جمعرات

کہ سارے جہان سے اچھا دار الامان ہمارا ۔ ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ ۔ دار الامان ہمارا جنت نشان ہمارا

فی پرچہ ۲ ۔ افریقہ صہ

ضروری اطلاع

ناظرین اخبار بدر کے انتظامی اور ایڈیٹوریل حالات مین زیادہ تر اصلاح کے واسطے پروپرائٹر (میان معراجدین عمر صاحب) نے یہ تجویز پاس کی ہے ۔ کہ یکم مارچ ۱۹۰۸ء سے انتظامی اور ایڈیٹوریل مضمون کو جدا کر دیا جاوے اب تک تو یہ تہا ۔ کہ اخبار کی ایڈیٹری کا کام بہی میرے ہی سپرد تھا اور مینیجر اخبار بہی مین ہی تہا ۔ لیکن اس وقت سر دست پروپرائٹر صاحب میان معراجدین عمر نے خود ہی مینیجر ہونا منظور فرمایا ہے اور بہ امداد ایک اسسٹنٹ مینیجر (قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل) کے وہ انتظام اخبار کا کرین گے ۔ اس واسطے تمام ناظرین اخبار کو مطلع کیا جاتا ہے

آیندہ کوئی رسید زر یا خط وکتابت انتظامی ایڈیٹر کے نام نہین ہونی چاہیے

اور ترسیل زر ہمیشہ بنام میان معراج الدین عمر پروپرائٹر اخبار بدر ہونی چاہیئے ۔ اور خط وکتابت پر صرف الفاظ مینیجر بدر لکہنے چاہئین ۔ ہان جو مضامین اخبار مین چہاپنے کے لئے ہون وہ ایڈیٹر کے نام آنے چاہئین ۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اوس وقت تک کہ قبر مین داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا ۔ دوم یہ کہ جہوٹھ اور زنا اور بدنظری اور فسق اور فجور اور ظلم وخیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقون سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشون کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا ۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے ۔ سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا اور حتے الوسع نماز تہجد کے پڑہنے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجنے اور ہر روز اپنے گناہون کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے مین مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانون کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائیگا چہارم ۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشون سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دے گا نہ زبان سے نہ ہاتہہ سے نہ کسی اور طرح سے پنجم یہ کہ ہر حال رنج وراحت اور عسر اور یسر اور نعمت وبلار مین اللہ تعالےٰ کے ساتہہ وفاداری کرے گا ۔ اور بہر حالت راضی بہ قضاء ہوگا ۔ اور ہر ایک ذلت اور دکہہ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ مین طیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اوس سے موہنہ نہ پہیرے گا ۔ بلکہ قدم آگے بڑہائے گا ۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا وہوس سے باز آجائے گا ۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ مین دستور العمل قرار دیگا ۔ ہفتم ۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چہوڑ دے گا ۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجہے گا ۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا اور جہان تک بس چل سکتا ہے ۔ اپنی خداداد طاقتون اور نعمتون سے بنی نوع کو فائدہ پہونچائیگا ۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوۃ مین ایسا اعلےٰ درجہ کا ہوگا ۔ کہ اوس کی نظیر دنیوی رشتون اور ناطون مین اور تمام خادمانہ حالتون مین پائی نہ جاتی ہو ۔

دورۂ صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

سلام قادیان

جیساکہ پہلے سے احباب کو اطلاع ہے صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب کے دورہ کے پروگرام مین ایک مقام قادیان بھی تھا جس کے مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۰۸ء یوم شنبہ کی صبح گیارہ بجے کے قریب ولسن صاحب فنانشل کمشنر بہادر ہمراہی کنگ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور و صاحب مہتمم بندوبست و پرائیویٹ سکرٹری قادیان پہونچے۔ آپکے ساتھ مسٹر سنگھ افسر مال ضلع گورداسپور و تحصیلدار صاحب بٹالہ بھی تھے۔ ایک دن یہان مقام رہا اور ۲۲ مارچ کی صبح کو تمام صاحبان تشریف لے گئے۔

پیشوائی

کوئی پچاس سال کے عرصہ کے بعد یہ پہلا موقعہ تھا کہ اتنے بڑے معزز افسر ایام دورہ مین قادیان مین ٹھہرے ہون اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انسٹیٹیوشنس مثلاً صدر انجمن احمدیہ مدرسہ اخبارات وغیرہ کے قیام کے ایام سے کبھی ایسا موقعہ قادیان کو حاصل نہین ہوا تھا۔ چونکہ اب اس گاؤن کی آبادی جو [illegible] محکمہ جات سے بھی ہے اسواسطے ضروری ہوا کہ پنجاب کے ایک معزز افسر کی مہمان نوازی اور پیشوائی کے سامان ہماری طرف سے بھی کئے جائین۔ چنانچہ مدرسہ کے واسطے جو نئی زمین خرید کی گئی ہے اوسپر کچھ خیمون اور ڈیرون کے واسطے صفائی اور درستی کیا گیا اور اس کے گرد اگرد ایک دروازہ بنایا گیا جسپر Welcome لکھا گیا۔ دروازہ کے اندر سڑک پر خیمہ تک دو رویہ جھنڈیان لگائے گئے اور خیمہ کے باہر ایک چبوترہ طیار کیا گیا جسپر سلسلہ احمدیہ کے بزرگ ممبر صاحب بہادر کے استقبال کے واسطے بیٹھے تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کے سکرٹری صاحب خواجہ کمال الدین۔ حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب۔ خواجہ جمال الدین صاحب انسپکٹر مدارس ریاست جمون و کشمیر گھوڑون پر سوار ہو کر صبح کے وقت ایک دو میل کے فاصلہ تک پیشوائی کے واسطے آگے گئے۔ جہان صاحب بہادر نہایت خلق اور محبت کے ساتھ ان سے ملاقی ہو کر علاقہ کے حالات کے پوچھتے رہے اور پھر سب اکٹھے سوار ہو کر قادیان آئے۔ ڈیرہ کے باہر مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء دو رویہ اپنا جھنڈا لئے کھڑے تھے۔ طلباء کی حفاظت پر چودھری شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ نے صاحب بہادر کا استقبال کیا جہان صاحب بہادر ٹھہر گئے اور ہیڈ ماسٹر صاحب سے مدرسہ کا حال دریافت کرتے رہے۔ اس کے بعد جب صاحب بہادر ڈیرہ کے قریب پہونچے جس کے باہر چبوترہ پر جماعت احمدیہ کے ممبران تھے تو وہان آپ ٹھہر گئے اور حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے اتر کر ملایا پھر مولوی صاحب موصوف نے ان معزز ممبران کو صاحب بہادر کیلئے معین نام بنام پیش کیا جو دونون طرف اگلی صف مین کھڑے تھے۔ صاحب بہادر نے ہر ایک کا سلام کشادہ پیشانی سے قبول کیا۔ ان احباب کے نام حسب ذیل ہین۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب۔ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ شیخ رحمت اللہ صاحب پروپرائیٹر انگلش ویرہوس لاہور۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل۔ ایم۔ ایس۔ میان چراغ الدین صاحب رئیس لاہور۔ چودہری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ۔ سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس جلالا آباد۔ چودہری عنایت اللہ خانصاحب سب انسپکٹر پولیس مہانہ گوندل علاقہ شاہ پور۔ منشی کرم الہی صاحب انسپکٹر پولیس ریاست پٹیالہ۔ محمد ذوالفقار علی خان صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ ابکاری ریاست رام پور۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر۔ حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان۔ ملک شیر محمد صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ ریونیو منسٹر کشمیر دربار۔ بابو محمد شریف صاحب بی۔ اے رئیس لاہور۔ خان غلام محمد صاحب ہیڈ ماسٹر اورئن سکول میانوالی۔ مولوی علی احمد صاحب بی۔ اے ڈپٹی مجسٹریٹ علاقہ بہاولپور۔ بابو غلام محمد صاحب ہیڈ کلرک پولیٹیکل ایجنسی آفس گلگت۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن بھیرہ۔ ڈاکٹر کرم الہی صاحب انچارج شفاخانہ امرتسر۔ خان امیر اللہ صاحب نمبردار و معافیدار و رئیس اسمٰعیلیہ علاقہ سرحد۔ عادل شاہ صاحب نمبردار و معافیدار علاقہ ترنگزئی علاقہ سرحد۔ خان مدار شاہ صاحب رئیس علاقہ سرحد۔ مولوی محمد حسین صاحب آف مردان۔ راجہ رحمت اللہ خان صاحب جاگیردار مظفر آباد ریاست کشمیر۔ ملک مولا بخش صاحب رئیس گوجرانوالہ۔ ملک کرم الہی صاحب ضلعدار نہر و رئیس بھیرہ۔ چودہری حاکم علی صاحب بہلوال ضلع شاہ پور۔ چودہری محمد سرفراز خان صاحب سفید پوش و ممبر لوکل بورڈ ضلع سیالکوٹ۔ چودہری کرم الہی صاحب رئیس بدوملہی ضلع سیالکوٹ۔ منشی عبد المجید خان صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ بگھی خانہ ریاست کپورتھلہ۔ منشی محمد اروڑا صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ۔ حافظ فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ریلوے آفس لاہور۔ بابو غلام محمد صاحب فورمین گورنمنٹ ریلوے پریس لاہور۔ بابو جمال الدین صاحب ٹریفک کنٹرولر این ڈبلیو ریلوے۔ شیخ نیاز احمد صاحب سوداگر چرم وزیر آباد۔ حافظ غلام رسول صاحب پروپرائیٹر میڈیکل ہال وزیر آباد۔ شیخ محمد جان صاحب جنرل کانٹریکٹر وزیر آباد۔ شیخ محمد جان آف غلام قادر اینڈ سنز سیالکوٹ چھاونی۔ خلیفہ رجب الدین صاحب سوداگر لاہور۔ خلیفہ نور الدین صاحب جمون مرچنٹ۔ شیخ علی محمد صاحب جنرل مرچنٹ کشمیر۔ مستری موسیٰ پروپرائیٹر بائیسکل ہوس لاہور۔ حاجی الٰہی بخش صاحب سوداگر گجرات۔ امیر احمد خانصاحب مالگذار ہوتی مردان وغیرہ۔ منشی محمد یوسف صاحب اپیل نویس مردان۔ منشی احمد الدین صاحب رئیس گجرانوالہ۔ مرزا خدا بخش صاحب حکیم لاہور۔ میان نبی بخش صاحب سوداگر شال امرتسر۔ بابو محمد شفیع صاحب پوسٹماسٹر ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ منشی عبد العزیز صاحب ٹیلر ماسٹر متھرا۔ منشی محمد نواب خان صاحب ثاقب جاگیردار مالیر کوٹلہ۔ منشی اسد اللہ صاحب ہیڈ اکونٹنٹ بورڈ وہین سیالکوٹ۔ حکیم محمد حسین مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور۔ حکیم محمد حسین صاحب رئیس بدب گڑھ۔ حکیم الطاف حسین دہلی۔

اس ملاقات کے بعد خواجہ کمال الدین صاحب نے بیان کیا کہ یہ سب باتین دوست صرف آپکے استقبال کیواسطے جمع ہوئے ہین اور سلسلہ احمدیہ کو ہی پر زینت کرتے ہین اسکے سوا اور کوئی مطلب ان کا نہین اس پر صاحب بہادر نے شکریہ ادا کیا کہ ان صاحبان نے انکی خاطر اس قدر تکلیف اٹھائی اسکے بعد خواجہ صاحب نے حضرت اقدس اور آپکی جماعت کیطرف صاحب بہادر کو شام کے کھانے کی دعوت قبول فرمانے کے واسطے عرض کی جسکو صاحب بہادر نے بالآخر قبول کیا اور اس کے مطابق شام کا کھانا تمام صاحبان کا خیمون مین پہنچایا گیا۔

معائینہ مدرسہ

بارہ بجے کے قریب ڈپٹی کمشنر صاحب مدرسہ کے معائنہ کے واسطے تشریف لائے۔ دروازہ مدرسہ پر ٹرسٹیان نے صاحب بہادر کا استقبال کیا صاحب بہادر نے تمام مدرسہ اور بورڈنگ دیکھا اور نہائت خوشنودی کا اظہار کیا اور دفتر مدرسہ مین بیٹھ کر دیگر حالات مدرسہ اور نقشہ جات حاضری و اساتذہ وغیرہ ملاحظہ فرما کر جلسے ہوئے پہر خوشنودی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ صاحب فنانشل کمشنر ہمہ مین ممنون ہین کے شکر گذار ہین کہ انہون نے ہماری اس قدر مہمان نوازی کی اور مدرسہ کی رائے بک پر مفصلہ ذیل رائے درج فرمائی۔ آج اس مدرسہ کے معائنہ کے لئے جا کر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس انسٹیٹیوشن کے معتمدین تعلیم مین حقیقی دلچسپی سے کام لیتے مین اور کچھ شک نہین کہ انکی قابل تعریف کوششین ضلع کے اس حصہ مین تعلیم پھیلانے مین کامیابی حاصل کرین گی قصبہ کے باہر ایک معقول قطعہ زمین مدرسہ کیواسطے خرید لیا گیا ہے اور جو نقشہ مینے دیکھا ہے وہ امید دلاتا ہے۔ کہ اس جگہ پر بہت خوبصورت عمارت تعمیر ہو جائیگی۔ دستخط سی۔ ایم کنگ ڈپٹی کمشنر کیمپ قادیان ۲۱

حضرت اقدس سے ملاقات۔ چونکہ صاحب بہادر نے اثنائے گفتگو مین یہ ظاہر کیا تھا کہ حضرت صاحب کو اگر تکلیف نہو تو ان کی ملاقات سے بھی اون کو خوشی ہوگی اس واسطے ۵ بجے حضرت صاحب چند خدام کے ساتھ صاحب بہادر کی ملاقات کیواسطے تشریف لے گئے۔ صاحب فنانشل کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ہر دو ملاقات کیلئے خیمہ مین موجود تھے۔ قریب پون گھنٹہ تک ملاقات رہی حضرت اقدس نے گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مخالفت جہاد پر ایک مختصر تقریر فرمائی جسکو صاحبان نے بغور سنا اور حضور سے ملاقات پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے علٰے رسولہ الکریم

مولوی صاحب چاوہ کی لڑکی کے ساتھ

میرا مباحثہ

(از اہلیہ ملک کرم الٰہی صاحب بھیرہ ضلعدار درئیس)

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ تیار رخ کافر و دیندار کا

جب جمال بی بی نے حیات ممات مسیح پر گفتگو کرنیکا از حد اشتیاق ظاہر کیا اور پیام پر پیام آنے لگے میں نے بھی اس موقع کو غنیمت جانا اور اپنے سید و مولےٰ کے حکم کے بموجب تبلیغ کا حق ادا کرنے اور اتمام حجت کو چل پڑی خدا شاہد ہے۔ کہ میں بحث مباحثہ کو ہرگز پسند نہیں کرتی اور نہ مجھے شہرت حاصل کرنے کی خواہش نہ خیال تھا۔ تو صرف یہ تھا۔ کہ شاید کسی سعید روح کو فائدہ پہونچ جاوے الغرض میں بیس ماہ حال کو جمال بی بی کے ہاں جہاں کہ مستورات کا مجمع کثیر اور جم غفیر تھا جا پہونچی۔ مخالفت اور جہالت کا یہ عالم تھا۔ کہ کوئی حق اور تحقیق کی پیاسی نظر نہیں آتی تھی۔ ہر ایک کے دل میں صرف ایک ہی دھن لگی ہوئی تھی۔ کہ کسی طرح بیوی کو فتح ہو کوئی اس کے منہہ پر چھو کرتی کوئی اس کی پیٹھ پر دم کرتی اور پھونکیں مارتی۔ غرض ایک جنتر منتر کا میدان نظر آتا تھا۔

میں نے سب سے اول اس سحر کو توڑنے کیلئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ پڑھا اور بعد ازاں حضرت اقدس کی نظم۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم ۔ داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سربسر ۔ اسکے مرجانے کی دیتا ہے خبر
کوئی نہیں رہا باہر اموات سے ۔ ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

بہ آواز بلند پڑھی (سوال) بیوی سے پوچھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو زندہ تصور کرتی ہو یا مرا ہوا (جواب) زندہ۔ (سوال) کوئی آیت دکھاؤ (جواب الجواب) میں نے کہا بہن اس کو غور سے پڑھو اور تدبر کرو۔ اس سے تو عیسٰی علیہ السلام کا بجسد عنصری آسمان پر جانا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے اس الزام سے کہ وہ قتل کیا گیا اور پھانسی دیا گیا اور لعنتی موت مرا بری کیا ہے درحقیقت یہودیوں نے مسیح ابن مریم کو قتل نہیں کیا اور نہ پھانسی دیا بلکہ یہ خیال اون کے دل میں شبہ کے طور پر ہے اور اون کے پاس کوئی یقینی اور قطعی دلیل نہیں صرف ایک ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقینی امر یہ ہے کہ وہ فوت ہو گئے اور اپنی طبعی موت سے مرے۔ اور خدا تعالےٰ نے اون کو اپنے راستباز بندوں کیطرح اپنی طرف اُٹھا لیا۔ پھر میں نے عیسٰی علیہ السلام کا صلیب دیا جانا اور اس سے خدا کے حکم کے ساتھ زندہ سلامت اُتارا جانا۔ حواریوں کا اٹھائے جانا مرہم عیسے بنانا اور اون کے زخموں پر لگانا۔ اپنی والدہ کو ساتھ لے کر کشمیر کی جانب رُخ کرنا وہاں جا کر بنی اسرائیل کی بکھری ہوئی بھیڑوں کو پیغام الٰہی پہونچانا۔ اپنے تئیں یوز آسف یا عیسٰی نبی کے نام سے مشہور کروانا بعد ازاں وہاں ہی وفات پا جانا۔ اور اپنی قبر کو بنی اسرائیل کی قبروں کیطرح بنوانے کی ہدائیت کر جانا جب مفصل بیان کیا۔ سنتے ہی بیوی کا رنگ زرد ہو گیا ہونٹ خشک ہونے لگے پانی مانگنا شروع کیا مگر مجھ عاجزہ کی طبیعت میں سچائی کا وہ جوش تھا کہ الامان اگر مجھے ہار جیت کی ضرورت ہوتی تو میں پہلی دلیل میں ہی میدان جیت چکی تھی اور وہ سخت شرمندہ اور نادم ہو رہی تھی۔ میں نے کہا گھبراؤ نہیں ابھی مجھے خواہ آٹھ دن تقریر کرنی پڑے۔ میں تیری زبان سے تجھے وفات مسیح کی قائل کراؤنگی۔ اور نیز یہ آئت یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک۔ اے عیسٰی پہلے تجھے موت دونگا اور بعد ازاں رفع دونگا یعنی اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔ گویا کہ متوفیک رافعک کی پہلی شرط ہے اگر وہ پوری ہو تب ہی دوسری پوری ہو سکتی ہے جیسے کہ کوئی اعلےٰ حاکم کسی کو کہے۔ کہ اگر تم بی۔ اے پاس کرلوگے تو تمہیں تحصیلداری دی جاوے گی۔ تو پھر جب اسے تحصیلداری کے عہدہ پر دیکھیں۔ تو ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ اس نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کرلی ہے تو بعد ازاں یہ عہدہ ملا ہے۔ لطف یہ کہ بل رفعہ اللہ چھیویں سیپارہ میں ہے اور متوفیک تیسرے میں تو اس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ پہلے وہ فوت ہوئے اور بعد ازاں رفع دیگئی رفع ہمیشہ روحانی ہوتی ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رفعنی والی دعا پڑھا کرتے تھے۔ اگر رفع کے معنے بجسد عنصری اٹھایا جانا ہوتا تو وہ بھی ضرور اٹھائے جاتے مگر رفع کے معنے ہی ہیں جسم کو بیکار چھوڑ دینا اور روح کو اُٹھا لینا (جواب) چُپ۔ (سوال) میں نے حاضرین کی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے میری بزرگو! تمام نبیوں سے کس کا رتبہ بڑھ کر ہے (جواب) سب نے متفق ہو کر کہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا (جواب الجواب) میں نے کہا کہ پھر کیوں آپ کی آنکھوں پر جہل کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ جو تمہیں دکھائی سجھائی نہیں دیتا۔ کہ وہ خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین زیر زمین جا گزین ہوں اور وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام جو کہ ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل ذرہ اور آفتاب کا مصداق ہیں۔ خدا کے پاس بغیر کھانے پینے کے سنہ ۱۹۰۸ء برس تک بیٹھے رہیں لطف یہ کہ ان کی عمر میں بھی فرق نہ آوے۔ پھر آپ لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انہوں نے مردے بھی زندہ کئے کوڑھی چنگے بہروں کو اچھا کیا۔ پرندوں کو پیدا کیا۔ تو پھر اون کو خدا کا شریک ہونے میں کون سی کسر رہ گئی۔ تو پھر کیا وجہ کہ انہیں خدا یا خدا کا بیٹا نہ مانا جاوے۔ کیونکہ وہ خدا ازلی کی طرح حی قیوم اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خالق بھی ہیں۔ اے لوگو! خدا کے غضب سے ڈرو۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء ۔۔۔ سر پر کھڑا ہے۔ بتحقیق اللہ تعالےٰ نہیں بخشیگا جو کوئی شرک کرے سوائے اس کے بخشدیگا جسکو چاہیگا دیکھو خداوند کریم کو شرک کیا نا منظور ہے آپ لوگوں نے تو پھر کمال ہی کیا کہ خداوند عزّ و علا کی تمام صفتیں ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دیدیں۔ بیوی کو کہا کہ آپ ان باتوں کا مفہوم سمجھا دیجئے۔ کہ یہ سچی ہیں بیوی نے جھٹ مترجم قرآن مجید نکالا اور کہا کہ یہ دیکھو عیسٰے علیہ السلام نے مٹی کی چڑیاں بنائیں اور ان میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو گئیں۔ میں نے کہا کہ تم عیسٰے علیہ السلام کی اور خداوند کریم کی چڑیوں میں امتیاز کر سکتی ہو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ میں ان کا جواب علیحدہ علیحدہ دونگی۔ (سوال) کیا انہوں نے مردے زندہ کئے (جواب) کہاں (سوال) کوئی ثبوت (جواب) کوئی نہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ)

استفسار اور اُن کے جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے سوالات کے جواب بطور قولہ (اقول) کے ذیل میں عرض ہیں۔ بحول اللہ وقوتہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ

قولہ سماع موتی کا مسئلہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ ابتدا کا نہ ابتدار سے کسی قدر زیادہ عرصہ کا۔ میں نے جو الحکم نمبر ۱۳ جلد ۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ کا قول پیش کیا تھا اوس کا ماحصل یہی تھا کہ حضرت صدیقہ فرماتے ہیں۔ کہ راوی نے مطلب غلط ظاہر کیا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو مخاطب نہ کیا تھا بلکہ زندوں کی نصیحت کے لئے یہ کلام کی تھی۔

اقول۔ حدیث قلیب بدر میں رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سائل ایک عظیم الشان فقیہ آدمی ہے۔ معمولی آدمی نہیں ہے یعنے حضرت عمر رضے اللہ تعالیٰ عنہ اور خود موقعہ پر موجود ہے۔ حضرت صدیقہ بدر میں موجود نہیں اور پھر یہ روایت متفق علیہ امام بخاری ومسلم کی ہے۔ رویت کی شہادت کے مقابل صرف سماع یا قیاس کیا کام دیسکتا ہے۔ میں اس حدیث کو دوبارہ احتیاطاً لکھتا ہوں۔ آپ دوبارہ غور کریں۔

فی الصحیحین ان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم لما ظہر علے اہل بدر اقام ھناک ثلاثا۔ ثم امر براحلتہ فشدت بعد ثلاث من اٰخر اللیل فرکبھا۔ ثم سار حتی وقف علی القلیب قلیب بدر فجعل یقول یا اباجہل بن ہشام یا عتبۃ بن ربیعۃ یا شیبۃ بن ربیعۃ۔ بخاری میں ہے۔ ینادیھم باسمائہم واسماء اٰبائہم۔ یا فلان بن فلان یا فلان بن فلان۔ ھل وجدتم ما وعد ربکم حقاً فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا فقال لہ عمر یا رسول اللّٰہ ماتکلم من اقوام قد جیفوا۔ بخاری میں ہے۔ من اجساد لا ارواح لہا اور درمنثور میں ہے۔ الیسوا امواتاً یا رسول اللّٰہ فقال انہم یسمعون کما تسمعون فقال والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منہم ولکن لا یجیبون۔ وفی السیرۃ انہ علیہ السلام قال بئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم کذبتمونی وصدقنی الناس واخرجتمونی واوانی الناس وقاتلتمونی ونصرنی الناس فبئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۷

اس حدیث سے صاف انکی سماع کی اطلاع قسم کے ساتھ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول موکد بقسم کے مقابل حضرت صدیقہ یا کسی دوسرے کا قیاس کیا وقعت رکھتا ہے۔ پھر حدیث بھی اعلے طبقہ کی ہے۔ جسپر امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے بلکہ اس حدیث سے بڑھکر خود قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ اول قال یقوم لقد ابلغتکم رسالۃ ربی ونصحت لکم ولکن لا تحبون النٰصحین $\frac{۸}{۱۷}$ دوم قال یقوم لقد ابلغتکم رسٰلٰت ربی ونصحت لکم فکیف اٰسی علے قوم کٰفرین۔ $\frac{۹}{۱}$۔ ان دونوں آیات پر تفسیر ابن کثیر میں ہے۔ کہ ہلاک شدہ قوم کی توبیخ وتقریع کے لئے حضرت صالح وحضرت شعیب نے فرمایا۔ آپ ان آیات واحادیث پر غور کریں کیسا صریح ثبوت اس بات کا ہے۔ کہ مخاطب موتی ہی تھے۔

۱۔ ابوجہل وغیرہ کو ان کے اور ان کے آبا کے نام لے کر پکارا۔

۲۔ ما وعد ربکم ان کی شکست اور بعد اس کے عذاب کا پانا مقصود ہے۔ جو ہلاک شدہ کفار پا چکے اور زندہ فتحیاب تھے اور ما وعد ربی سے اپنی کامیابی بیان فرمائی۔

۳۔ پھر سوال حضرت عمر جیسے عظیم الشان فقیہ کا جو اپنے کان سے سن کر سوال کر رہا ہے اور حقیقی سماع سمجھ کر سوال کرتا ہے۔ کیا ایسا عظیم الشان فقیہ انسان بشرہ اور لہجہ سے سمجھ نہیں سکتا تھا کہ مقصود بالذات تو ہم ہی ہیں۔ موتی نہیں ہیں۔

۴۔ جب حضرت عمرؓ نے سوال کیا اور سوال کو قد جیفوا (گل سڑ گئے) اور اجساد لا ارواح لہا اور الیسوا امواتاً سے موکد بھی کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کیا تھ موکد کر کر فرمایا۔ کہ وہ تمہاری طرح سنتے ہیں۔

۵۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ کیا اوس وقت زندے بھی جواب نہیں دیسکتے تھے۔

۶۔ بئس عشیرۃ النبی کا خطاب زندوں کو نہ تھا مردوں کو تھا

۷۔ کذبتمونی اخرجتمونی قاتلتمونی کے تین خطاب بھی مردوں کے لئے ہی تھے جو رشتہ دار اور قبیلہ کے لوگ تھے۔

۸۔ پہلی آیت میں حضرت صالح ہلاک شدہ قوم کو فرماتے ہیں ولکن لا تحبون النٰصحین۔ تم خیرخواہوں کے دوست نہیں بنا کرتے۔ کیا موجودہ زندے نجات یافتہ مومن اس کے مصداق ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو تحبون النٰصحین ... تھے۔

۹۔ دوسری آیۃ میں حضرت شعیب نے اپنی ہلاک شدہ قوم کو فرمایا۔ فکیف اٰسی علے قوم کٰفرین۔ میں اب تمہاری ہلاکت پر کس طرح غم کروں کیا یہ غم زندوں کے لئے تھا۔ ہرگز نہیں

۱۰۔ علیٰ قوم کافرین نے تو قطعاً فیصلہ کر دیا۔ کہ کافر قوم ہلاک شدہ ہے۔ مخاطب ہی زندہ نجات یافتہ مومن مراد نہیں۔ حضرت صالح وحضرت شعیب کے اس خطاب قوم ہلاک شدہ کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے مومن قوم کا موجود ہونا بیان نہیں فرمایا۔ کہ زندوں کو سنانے کا شک بھی نہ ہووے بلکہ پایا جاتا ہے۔ کہ صرف حضرت صالح وحضرت شعیب ہی اکیلے تشریف لیگئے تھے

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فبھدٰھم اقتدہ کی تعمیل فرما کر مقتول کفار کو مخاطب فرمایا۔

۱۲۔ اگر وہ سنتے نہ تھے تو یہ فعل انبیاء کا بھی نعوذ باللہ لغو ثابت ہوگا۔ جو معمولی مومن کو بھی نہیں کرنا چاہیئے۔

۱۳۔ اگر وہ سنتے نہ تھے۔ تو حضرت اتقی الاتقیا اصفی الاصفیا خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا قلیب بدر پر تشریف لیجانا بھی نعوذ باللہ لغو ثابت ہوگا۔ اب ان تمام آیات واحادیث سے صاف اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ وہی ہلاک شدہ کفار مخاطب تھے اور سنتے تھے۔

قولہ۔ ہاں یہ بات تو ماننے کے قابل ہوسکتی ہے۔ کہ اصل میں قلیب بدر والے مرنہ گئے ہوں کسی قدر اون میں جان ہو اور اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اون کو خطاب کیا ہو یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زندے دکھائی دیے ہوں اور دوسروں کا گمان اون کے مرنے پر ہو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خطاب کرنے پر اور پھر اون کے سوال کرنے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر کیا ہو۔ کہ ابھی کسی قدر ان

مین جان ہے۔ یعنے ان الفاظ کا کہ وہ تمہاری طرح سنتے ہین یہ مطلب ہو تو قرین قیاس ہو سکتا ہے جو قرآن کے مطابق ہو۔

اقول۔ عجیب قیاس ہے۔ قرآن مجید کے خلاف احادیث کے خلاف عقل کے خلاف واقعات کے خلاف۔

۱۔ بخاری کتاب المغازی مین ہے عن عبد اللّٰہ بن مسعود قال استقبل النبی صلے اللہ علیہ وسلم الکعبۃ فدعا علی نفر من قریش علے شیبۃ بن ربیعۃ وعتبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ و ابی جہل بن ہشام فاشہد باللہ لقد رأیتہم صرعی قد غیرتہم الشمس وکان یوماً حاراً

حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین۔ کہ شیبہ عتبہ ولید ابوجہل پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ مین بد دعا کی تہی۔ سو مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون۔ کہ مین نے اون کو پڑے ہوئے دیکہا۔ جو بہ سبب گرمی دہوپ موسم گرما کے گل سڑ گئے تہے۔

۲۔ قد جیفوا اجساد کا ادواح لہا الیسوا امواتاً مین حضرت عمر کا خصوصاً یہی تعجب تہا۔ کہ کیا مرے ہوئے گلے سڑے ہوئے بہی سنتے ہین کیونکہ اون کو خیال ہوا کہ سماع تو روح مع الجسم کا کام ہے۔ اب یہ صرف جسم ہی وہ بہی گلا سڑا۔ کیونکہ جب تک روح جسم مین ہو۔ وہ سڑتا نہین اور وہ مردے سڑنے کے بعد پہینکے گئے تہے جیسے حدیث عبد اللہ بن مسعود سے ہی ثابت ہے۔ بلکہ گہسیٹ کر پہینکے گئے جس سے اون کے بعض اعضا علیحدہ بہی ہو گئے تہے۔

۳۔ حدیث سے ثابت ہے۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم تین روز بعد فتح تشریف لیگئے جس سے اون کا جیفہ ہونا ثابت ہے۔ خصوصاً جبکہ اون پر مٹی بہی ڈالی گئی ہو

۴۔ کوئی زندہ آدمی مٹی مین دفن کرنے سے تین روز کیا تین منٹ بہی زندہ نہین رہ سکتا۔

۵۔ زندہ کافر کو زندہ گاڑنے کا حکم نہین۔ دیکہو و اذا الموؤدۃ سیٔلت۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ مستوجب سزائے قتل ہے تو قتل کیا جاتا ہے۔

۶۔ ان مردون مین اول المخاطبین ابوجہل عتبہ شیبہ ولید ہین جن کا گل سڑ جانا قسم کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود بیان کرتے ہین۔ اور عبد اللہ بن مسعود وہ ہے جس نے خود ابوجہل کا سر الگ کیا تہا۔

قرآن مجید مین حضرت صالح و شعیب نے جس جس ہلاک شدہ قوم کو پکارا۔ اوس کی نسبت قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ کان لم یغنوا فیہا ؕ دیکہو۔ ایسے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ کہ گویا وہان کبہی تہے ہی نہین اور اس کے بعد آتا ہے۔ قال یٰقوم لقد ابلغتکم۔ تو یہ پکار اون کے ہلاک ہونے کے بعد تہی جس سے اون کا مردہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پس قرآن مجید حدیث عقلی و نقلی واقعات سے ہلاک شدہ قوم کا مر جانا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ وہ اس وقت زندہ تہے۔

قولہ۔ آپ نے میرے مطلب و منشا کو خبط کر دیا ہے۔

اقول۔ مینے آپ کے مطلب کو خبط نہین کیا بلکہ آپ نے آیات قرآنی و احادیث صحیحہ پر پانی پہیر دیا ہے

قولہ۔ ۔۔۔۔۔ آپ سماع موتیٰ کے بارہ مین ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سنتے ہین اور جنابہ صدیقہ قرآن کے مطابق اس کی نفی کرتی ہین اور تجربہ صحیحہ ہی حضرت صدیقہ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مین صاف ہے و ما انت بمسمع من فی القبور و انک لا تسمع الموتی۔ جس کا مطلب بالکل صاف ہے کہ نہ تو قبر مین مرے ہوئے مردے سنتے ہین اور نہ باہر پڑے ہوئے۔ اور دوسری طرف ہے۔ و من اصدق من اللہ حدیثا پس بتلایئے کہ ہم سماع موتیٰ کے کیسے قائل ہو سکتے ہین

اقول۔ تجربہ صحیحہ کی تو آپ نے کوئی نظیر نہین دی۔ دوسرا آپ کو قائل کرنا میرا کام نہین۔ اللہ تعالے کے اختیار مین ہے۔ صرف سچ کا بیان کر دینا میرا کام ہے۔ تیسرا قرآن کریم سے چند جگہ صریح الفاظ سماع موتی ثابت ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی تفسیر اپنے قول و فعل سے بقسم موکد ہی کر دین۔ پہر چند جگہ انکار سماع موتی بہی قرآن مجید مین ہی پایا جاوے۔ یہ ہرگز ہرگز ممکن نہین بلکہ قرآن مجید کی من عند اللہ ہونے کا ایک بڑا ثبوت عدم اختلاف بہی ہے۔ پہر کیونکر اختلاف ممکن ہے۔ بلکہ آیت شریف جس سے آپ عدم سماع موتی ثابت کرتے ہین اس طرح ہے۔ ان اللہ یسمع من یشاء و ما انت بمسمع من فی القبور ان انت الا نذیر ۲۲

سماع دو طرح ہوتا ہے۔ ایک ظاہری کان سے سننا دوسرا قبول کرنا یا دوسرے لفظون مین ظاہری و باطنی جیسے دیگر حواس کے متعلق بہی یہی حال قرآن مجید مین بیان ہے۔ چنانچہ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی ۱۵ ان تدعوہم الی الہدی لا یسمعوا و تریہم ینظرون الیک وہم لا یبصرون ۹

صم بکم عمی ۱ و لا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون ۔۔۔۔۔۔ و لو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم و لو اسمعہم لتولوا وہم معرضون ۹ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم ۱ بلکہ تمام قرآن مجید مین جہان جہان کفار کی نسبت سمع بصر کے نقصان یا بطلان کا ذکر ہے۔ اس سے عموماً یہی باطنی آنکہہ کان مراد ہین نہ ظاہری۔ اسی طرح یہان بہی وہی قبولیت والے سمع یا دوسرے لفظون مین باطنی سمع مراد ہے۔ اور اسی آیت شریف کا مطلع ان اللہ یسمع من یشاء اور اسی آیت کا مقطع ان انت الا نذیر مبین اس بیان کے دو گواہ ہین کیا ظاہری بات انسان انسان کو نہین سنا سکتا یعنے اس کے کان تک آواز نہین پہونچا سکتا ضرور سنا سکتا ہے۔ ہان نذیر کا بہی صرف سنا دینا تبلیغ کرنا ہی کام ہے کسی کا ۔۔ قائل کر دینا نذیر کا کام نہین۔

اب قرآن مجید مین دیکہہ لین نذیر کے مقابل پر احیا۔ اموات۔ صم بکم عمی کے کیا معنے ہوتے ہین۔ اگر آپ اس جگہ ظاہری سماع کان کا سماع مراد لین۔ تو آپ کو کیا عذر ہے کہ اذ تخرج الموتی باذنی ۵ و احی الموتی باذن اللہ ۳ اذا دعاکم لما یحییکم ۹ او من کان میتا فاحییناہ ۸ فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم ۲ وغیرہ ہر قسم آیات مین بہی ظاہری معنے نہ لین۔ مگر وہان ظاہری معنے لینے سے پہر وہی اختلاف فی القرآن لازم آتا ہے جیسے یہان آتا ہے۔ کیونکہ کوئی مردہ زندہ ہو کر اس دنیا مین نہین آ سکتا اور یہ قرآن مجید مین بہت سی آیات سے ثابت ہے۔ دوسری آیت جو آنجناب پوری اس طرح ہے۔ انک لا تسمع الموتی و لا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین و ما انت بہادی العمی عن ضلالتہم ان تسمع الا من یؤمن بایٰتنا ۲۰

اس آیت شریف مین بہی دو گواہ میرے بیان کے موجود ہین۔ جو اخیر آیت مین بطور تفسیر مطلع آیت کے واقع ہوئے ہین۔ اول و ما انت بہادی العمی کیا مطلب یہان اندہا ظاہری آنکہون کا مراد نہین بلکہ باطنی ہی مراد ہے۔ دوم۔ ان تسمع الا من یؤمن اس گواہ نے تو حد ہی کر دی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے مومنون کے کسی کو قرآن نہین سنایا کرتے تہے ضرور سناتے تہے جبہی وہ شرارتین ہی کیا کرتے۔ یہ آیت شریف بعینہ اسی طرح ہے۔ جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء ۲۸ حالانکہ اوس کے مقابل پر انک لتھدی الی صراط مستقیم ۲۵ بھی موجود ہے۔ غرض پہلی آیت سے قبولیت ہدائیت وایصال الی المطلوب مراد ہے اور دوسری آیت میں صرف راستہ دکھا دینا بتلا دینا مراد ہے حالانکہ لفظ ایک ہی ہے۔ غرض سماع موتے سے ان آیات مین قبولیت وعظ وہدائیت ہے۔ نہ کانون کا سننا اور من فی القبور اور موتی سے مراد جن کے دل مر گئے ہین۔

قول۔ اس کے علاوہ جو لوگ اولیاء اللہ کی قبرون پر جاتے ہین۔ ان مین ایسے حضرات ہی پائے گئے ہین کہ وے صرف دعا کرنے کے لئے عرض معروض کرتے ہین تو جب سماع موتی درست ہے۔ تو اس طرح کی عرض معروض ایسے اولیاء اللہ سے کہ جن کا وجود اس جہان فانی سے گذر چکا ہے۔ کرنا ۔۔۔ ہرگز بے جا نہ ہوگا۔ مگر قرآن مجید ایسے فعل کرنے کی ہرگز ہدائیت نہین کرتا اور وھم دعاءھم غافلون کا فیصلہ کرتا ہے۔

اقول۔ دعا غیر اللہ سے نہ قرآن مجید سے ثابت نہ حدیث سے نہ صحابہ سے۔ بلکہ قرآن مجید سے منع سخت منع پائے جاتے ہے۔ مگر چونکہ آپ اس منع دعا کو خود مانتے ہین اس لئے اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ ہان آپنے میرے پہلے خط کے جواب مین یہ ہی لکھا تھا۔ کہ میری سمجھ مین یہ نہین آیا۔ کہ مرتی ابتدا اٗ سنتے ہین۔ اس لئے عرض ہے۔ کہ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ۲۲/۱۴ مین اللہ تعالےٰ نے موتے کے متعلق دو وقت بیان فرمائے ہین۔ ایک سننے کا اور ایک نہ سننے کا جس مین وہ لوگون کی پکار سے غافل اور بے خبر ہوتے ہین جیسے دوسری جگہ فرمایا۔ وھم عن دعاءھم غافلون ۲۶ سننے کے زمانہ کو اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح وحضرت شعیب کے پکارنے والی آیتون مین جنکو مینے جواب سوال اول مین لکھا ہے۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث قلیب بدر والی مین اپنے قول اور فعل سے بیان فرمایا ہے۔ بلکہ ملک کا یمیسون فرما کر اس آیت شریف کا حوالہ ہی دیدیا ہے۔ جس مین ما استجابوا لکم کا لفظ موجود ہے تو اب صاف ثابت ہوگیا۔ کہ موتے کا ایک زمانہ وہ ہے جسمین وہ سنتے تو ہین۔ مگر جواب نہین دیسکتے دوسرا زمانہ وہ ہے۔ جسمین نہین سنتے اور پکارنے والی کی آواز سے غافل اور بیخبر ہوتے ہین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ولا نعبد الا ایاہ

فضلدین حکیم از قادیان

رسید زر

تاریخ	نمبر	نام	رقم
۳۱ جنوری ۱۹۰۸ء	۱۴۸۰	منشی فضل کریم صاحب	عا
۳۱ ״ ״	۱۸۵۲	عمر حیات صاحب	۸/
۳۱ ״ ״	۱۳۶۰	زمان شاہ صاحب	للعہ
۳۱ ״ ״	۹۳۷	محمد امیر صاحب	للعہ
۳۱ ״ ״	۱۷۹۴	محمد حسین صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۱۴۶۰	حکیم ناظم حسین صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۱۴۹۵	عبد القادر صاحب	صہ/
۳۱ ״ ״	۱۶۷۶	غلام محی الدین صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۱۹۹۳	غلام محمد صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۵۵	رحیم بخش صاحب	عہ/
۳۱ ״ ״	۱۹۰۸	منشی سمیع اللہ صاحب	عہ/
۳۱ ״ ״	۱۶۹۳	بہادر خان صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۳۵۲	محمد عجب خان صاحب	عہ
۳۱ ״ ״	۱۶	ترکی شاہ صاحب	۸/
۳۱ ״ ״	۹۹۴	محمد دین صاحب	عار/
۳۱ ״ ״	۱۳۹۹	پیر محمد صاحب	عہ/
یکم فروری ۱۹۰۸ء	۸۰۱	غلام رسول صاحب	عار/
״ ״	۱۲۹۶	عبد اللہ صاحب	عار/
״ ״	۱۱۹۱	سید یامین صاحب	عار/
״ ״	۳۸۷	قطب الدین صاحب	للعہ/
״ ״	۱۹۱۶	مولوی غلام سرور صاحب	عار/
״ ״	۱۰۱۰	میان وڈھا صاحب	للعہ/
״ ״	۱۰۲۹	چودہری سلطان علی صاحب	للعہ/
۳ ״ ״	۳۲۵	چراغدین صاحب	عار/
۳ ״ ״	۶۰۳	عبد العظیم صاحب	عار/
۳ ״ ״	۵۵۸	محمد عبد اللہ صاحب	عا
۳ ״ ״	۱۴۷۶	شیخ شبراتی صاحب	عا
۳ ״ ״	۸۸۹	ڈاکٹر علم الدین صاحب	صمہ/

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	سہ ماہ	دو ماہ	یکماہ	یکبار
پورا صفحہ	۲۰۰	۱۱۰	۶۰	۴۰	۲۵	۸
½ ״	۱۱۰	۶۰	۳۵	۲۵	۱۴	۴
ایک کالم	۷۵	۴۰	۲۵	۱۴	۸	۳
½ ״	۴۰	۲۴	۱۴	۸	۵	۲
⅓ ״	۲۷	۱۴	۹	۵	۳	۱½
¼ ״	۲۵	۱۳	۸	۴	۲½	۱
فی سطر کالم	۹	۵	۳	۲	۱	۲/

یہ اجرت ہر حالت مین پیشگی آنی چاہیئے پہلے ہی بہت ہی کم کر کے لگائی گئی ہے۔ اس واسطے اس مین اس سے زیادہ کوئی رعائیت نہ ہوگی۔ بیفائدہ خط وکتابت کرنے مین طرفین کا حرج ہے۔

۲۔ مینجر کا اختیار ہے۔ کہ کسی اشتہار پر مناسب سمجھے تو اس سے زیادہ اجرت طلب کرے۔

۳۔ فیصلہ اجرت سے پہلے مضمون اشتہار برائے ملاحظہ مینجر کے پاس آنا چاہیئے۔ اور مینجر کا اختیار ہوگا کہ مضمون مین پہلے یا فیصلہ کے بعد یا دوران انطباع مین جن الفاظ کو خود یا کسی دوسرے خریدار کی تحریک پر نامناسب خیال کرے نکال دے یا زیادہ کرے یا بدل ڈالے۔

۴۔ تقسیم کرائی ضمیمہ جو اخبار کے دو صفحہ کے برابر ہو ایکروپیہ فیصدی لیا جاویگا۔ بٹالہ سے قادیان تک کی مزدوری فی دس سیر یا دس سیر سے کم کے لئے اجرت کے ساتھہ وصول ہونی چاہیئے۔

۵۔ ہر ایک مشتہر صاحب کو چاہیئے۔ کہ اشتہار دینے سے پہلے ان قواعد کو بغور مطالعہ فرما لیا کرین

۶۔ اشتہار متواتر دئے جانے کی یہ اجرت ہے۔ درمیان مین چھوڑنے کیواسطے اور کبھی کبھی درج کرانے کیواسطے زائد اجرت چارج ہوگی۔

۷۔ ہر ماہ مین صرف ایک دفعہ اشتہار کی عبارت کے بدلنے کا مشتہر کو اختیار ہوگا۔ اشتہار کی عبارت مین تبدیلی کے واسطے ہر انگریزی مہینہ کے شروع ہونے سے پندرہ دن پہلے تبدیلی وغیرہ کی اطلاع آنی چاہیئے۔ ورنہ اگلا مہینہ وہی مضمون رہیگا۔

وطن مین ایک بے وطن

ملک سلیمان از حُبِّ وطن خوشتر

ایک مثل مشہور ہے۔ کہ حُبِّ وطن از ملک سلیمان خوشتر وطن کے دلدادون کے واسطے یہ مثل سونے پر سہاگے پر کا کام دیتی ہے لیکن اگر حضرت سلیمان پیغمبر ہتے اور ضرور ہتے۔ اور اگر کوئی قوم ان کے اصحاب مین داخل ہو کر دور و نزدیک سے سفر کر کے ان کے پاس سکونت پذیر ہو رہی تہی اور ضرور ایسی قوم تہی کیونکہ ہر نبی کے ساتہہ کچہہ مہاجر ہوتے ہین اور کچہہ انصار تو ضرور یہ مثل ان کی روحون کو تکلیف دہ ہو گی۔ کیونکہ نبی کے ساتہی مہاجرین اپنے وطن کو ترک کر کے جبکہ اپنے محبوب کے کوچہ مین جا ڈیرے لگاتے ہین تو پہر ان کو اس گلی سے اچہی کوئی جگہ دنیا مین نظر نہین آتی اور وہ حضرت اکمل کی طرح رات دن یہی گیت گاتے ہین ؏

سارے جہان سے اچھا دارالامان ہمارا

دنیا اور اس کے دنیا دار اس بات کو سمجہین یا نہ سمجہین پر مین جو یہ بات کہہ رہا ہون تو صاحبان حال کو دیکہہ کر کہہ رہا ہون جو میرے مشاہدہ کی بات ہے اور نہ صرف مشاہدے کی ہے بلکہ تجربہ کی ہے کیونکہ اس وقت بہی ایک سلمان[1] دنیا مین موجود ہے اور اپنے پرانے وطنون کو خیر باد کہہ کر اوس کے قرب و جوار مین اپنے ڈیرے لگانیوالے بہی اس وقت موجود ہین جن کو اپنے سلمان کی مجلس کی حاشیہ نشینی ایسی محبوب ہے۔ کہ ان کی حالتِ عشق مذکورہ بالا مثل کے موجد پر کاہل کا مقدمہ دائر کرے۔ تو کچہہ تعجب نہین۔

میری مسافرت کا سبب

اوس پر تو مقدمہ ہو گا یا نہ ہو گا پر اس وقت جہہ پر ایک مقدمہ بن گیا اور آج (۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء) جو بات مجہہ سے یہ مضمون لکہوا رہی ہے وہ یہ ہے۔ کہ ایک دنیا دار نے جو میرے قدیمی وطن بہیرہ ضلع شاہپور کا رہنے والا ہے جہان بیٹہہ کر مین نے یہ مضمون لکہنا شروع کیا ہے۔ مجہہ پر بہ سبب ایک بدظنی کے جو دنیا دارون کا خاصہ ہے ایک دعوے دیوانی دائر کیا تہا جس کا سمن مجہے اپنے عزیز وطن قادیان دارالامان سے نکال کر کہینچے کہینچے یہان لایا ہے جہان میرا مولد ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ یہ تیرا وطن ہے تیرا گہر ہے۔ تیرے باپ دادے کی جگہ ہے یہان رہنا چاہیئے اور کچہہ عرصہ رہنا چاہیئے وہ تو یہ کہتے ہین۔ اور محبت بہرے دل سے کہتے ہین۔ پر مین حیران و سرگردان ہون کہ یا الٰہی مین کہان آگیا یہ کس گناہ کی شامت ہے۔ جو مین چند روزہ کیواسطے مسیح کے قدمون سے دور پہینکا گیا ہون۔ اے خدا میرے گناہ بخش اور مجہہ پر رحم فرما کہ تو غفور الرحیم ہے اور تیرے سوائے کوئی نہین۔ جو گناہون کو بخشے۔

مقدمہ مین میرا کچہہ بہت حصہ نہ تہا مگر میرے ساتہہ اصلی مدعی علیہ ایک اور صاحب ہین اور فریقین کے درمیان مصالحت کی خاطر مجہے تاریخ مقدمہ سے کچہہ پہلے آنا پڑا اور کچہہ پیچہے ٹہرنا پڑا۔ اور اس طرح چند روزہ کیواسطے مین بالکل مسافر بن گیا۔

نیکون کی باتین

دنیا مین نیکون کی باتین ہی نرالی ہین۔ دنیا داران کو کیا سمجہین لکہا ہے۔ کہ جب ملک مصر مسلمانون نے فتح کیا اور مصر اون کے قبضہ مین آگیا۔ تو خلیفہ وقت نے ایک گورنر مصر کے واسطے مقرر کیا۔ وہ صاحب مصریون کے حال پر بہت مہربانی کرتے۔ یہان تک کہ اہل مصر بہت سی ناشائستہ حرکات ہی کرتے تب بہی وہ اون سے درگذر کرتے اور اون کے ساتہہ نرمی کا سلوک کرتے جسپر کسی نے اون سے دریافت کیا کہ ایسے شریرون کے ساتہہ اس قدر نیک سلوک کا کیا مطلب تو انہون نے فرمایا۔ کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس نصیحت کی پیروی کا اثر ہے جو اونہون نے فرمایا تہا کہ جب تم مصر کے فاتح ہو گے تو اہل مصر کے ساتہہ نیک سلوک کرنا کیونکہ وہ میرے رشتہ دار ہین۔ میری مان ہاجرہ حضرت ابراہیم کی بیوی مصر کی شاہزادی ہتین اللہ اللہ ہزارہا سالون کی گذری ہوئی بات کو یاد رکہنے والے اور اس قدر دور کی رشتہ داری کا لحاظ کرنے والے اور اس قدر نیک سلوک کی تاکید کرنیوالے مقدس وجود سچ ہے اگر کوئی دنیا مین سید ولد آدم بننے کے لائق انسان ہو سکتا ہے تو وہ محمدؐ ہی تہا۔ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کوئی تہا یا ہے یا ہو گا۔ جس کے اخلاق ایسے ہی وسیع ہون ہان اوس کے طفیل ایسے اعلےٰ اخلاق مین سے حصہ لینے والے اب بہی ہین اور ہمیشہ موجود رہینگے۔ چنانچہ اس موقعہ پر جس بزرگ کا مین ذکر کرنا چاہتا ہون وہ فخر وطن حضرت مولوی حکیم محمد نور الدین صاحب ہین جو خلق محمدی سے منور ہو کر آج اسلام کے نور کے واسطے ایک نمونہ ہین۔ خدا اون کی زندگی مین اور اون کی دینی خدمات مین برکات دے اور اس وقت جس اعلیٰ دینی خدمت مین وہ مصروف ہین اس کی انجام دہی مین اپنی خاص نصرت اور تائید کے ساتہہ اون کی دستگیری کرے۔ تاکہ نورِ فرقان نورِ دین کے ذریعہ سے دنیا پر چمک کر تمام جہان کو منور کر دے۔ آمین ثم آمین

جب مین قادیان سے بہیرہ کی طرف چلا اور مین نے بعد حصول اجازت از حضرت امام علیہ السلام حضرت ابی المکرم مولوی صاحب موصوف کی خدمت مین عرض کی۔ کہ مین بہیرہ جاتا ہون۔ تو آپ نے مجہے چند ایک یادداشتین لکہہ کر دین۔ جن مین سے سب سے پہلی یادداشت یہ تہی کہ ڈاکٹر بشارت احمد سے کہنا کہ اہل بہیرہ کے ساتہہ خاص توجہ اور مہربانی کا سلوک کرین۔ کیونکہ وہ میرا مولد ہے۔ سبحان اللہ اس سلوک کے واسطے آپ نے کوئی شرط نہین لگائی۔ کہ یہ توجہ خاص احمدیون پر ہو یا مسلمانون پر ہو یا اون لوگون پر ہو جو آپ کے رشتہ دار ہین یا اون پر ہو جو آپ کے واقف ہون بلکہ اوس کو عام کیا اس ہر ایک کے واسطے جو بہیرہ مین رہتا ہے کیونکہ یہ آپ کا مولد ہے خدا رسیدہ لوگون کے من جانب اللہ ہونے کا یہ بہی ایک ثبوت ہوتا ہے۔ کہ اون کی ہمدردی عام خلقت کے ساتہہ ہوتی ہے وہ کسی کو اپنی ہمدردی سے باہر نہین رکہتے اگر شریرون کا قتل بہی وہ چاہتے ہین تو اس واسطے نہین کہ ان کی ذات کے وہ دشمن ہوتے ہین بلکہ اس واسطے کہ نیکو کاران کی شرارتون سے محفوظ ہین۔ جب لیکہرام مطابق پیشگوئی اور اپنے مباہلہ کے مطابق میعاد کے اندر ہلاک ہوا تو حضرت نے لکہا کہ ہمین موقع ملتا۔ تو بمحاظ انسانی ہمدردی کے ہم اس کی جان بچانے کی ضرور کوشش کرتے لیکن اس کی موت کی خوشی ہم کو اس واسطے ہے۔ کہ خدا کی بات پوری ہوئی اور لوگون کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہوئی۔ شرائط بیعت کے درمیان حضرت اقدس نے ایک شرط یہ لکہی ہے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی مین محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہان تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتون

---

[1] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک وحی الٰہی کے مطابق سلمان ہین۔ سلمان اور سلیمان ایک ہی لفظ ہے عبرانی زبان مین سلمان שלמה کہتے ہین اور اسی کو عربی زبان مین سلیمان کہتے ہین۔ سلمان کے معنے ہین۔ دو صلح"

اور نعمتون سے بہی نوع کو فائدہ پہونچا سکیگا۔ غرض اہل وطن کی اس خیر خواہی کو مد نظر رکہہ کر عاجز نے بہی ایام قیام بہیرہ مین اپنے دوستون کی فرمائش کے مطابق چند ایک وعظ پند و نصائح کے بہیرہ مین کئے جس مین سے چند باتین فائدہ کیواسطے اختصاراً یہان لکہی جاتی ہین

بشارت احمدؐ

سب سے اول اس امر کا ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ ان ایام مین مقام بہیرہ کو ایک خاص نعمت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن کے وجود مین عطا ہوئی ہے۔ جو کہ اپنے تقویٰ اور طہارت اور اخلاص اور خلق خدا کی ہمدردی کے سبب احمدیت کے واسطے آئی ڈیل اور سچ مچ بشارت احمدؐ ہین۔ ان کی ہمدردی سب کے واسطے عام ہے۔ اور ان کے تقوے کا اس قدر شہرہ شہر مین ہے کہ کل (۱۱ مارچ کو) مین ایک مجسٹریٹ صاحب کے پاس اتفاق سے بیٹھا تہا۔ وہان ایک شخص آیا جو کسی سے لڑائی کر چکا تہا۔ اور اس کا تمام چہرہ اور کپڑے خون آلودہ ہو رہے تھے۔ اوس نے اس امر کا کچہہ خوف ظاہر کیا۔ کہ فریق ثانی بہی ڈاکٹر کے پاس مشاہدہ کے واسطے گیا ہؤا ہے۔ معلوم نہین کیا ہو۔ مجسٹریٹ صاحب کے موںہہ سے بے ساختہ اور بے تکلف فوراً یہ کلمات نکلے۔ کہ آج کل یہان کے ڈاکٹر صاحب ایسے ہین کہ وہ سچ کے بغیر ہرگز کچہہ نہ لکہین گے۔ خواہ کوئی کچہہ ہی کرے۔ جو اصلی اور صحیح حالت مجروح کی ہے وہ تو بعینہ وہی لکہین گے عام مخلوق ڈاکٹر صاحب کے حسن سلوک اور بے لالچ محنت اور غریبون پر رحم کے سبب سے نہائت ہی خوش ہے مگر احمدیون کے واسطے ان کا وجود بالخصوص ایک نعمت ہے کیونکہ وہ ان کو روزانہ درس قرآن شریف کا دیتے ہین سب ایک جگہ جمع پڑہتے ہین اور جب سے وہ یہان آئے ہین۔ جماعت مین ایک خاص رونق اور ترقی ہے اس کے واسطے اللہ تعالےٰ اون کو جزائے خیر دیوے۔ آمین۔ جیسا کہ مین اوپر اشارہ کر آیا ہون۔ میرے بہیرہ مین وارد ہونے پر احباب نے تجویز کی کہ سب دوست ایک جگہ پر جمع ہون اور عاجز راقم کچہہ وعظ کرے۔ چنانچہ اسی دن ملک سمند خان صاحب نے جو انجمن احمدیہ بہیرہ کے سکرٹری ہین تجویز کی کہ آج شام کو اون کے مکان پر بامین مغرب و عشاء جلسہ ہو اور سب دوست وہان جمع ہوئے۔ تاکہ حضرت مسیح کے ایک غلام سے کچہہ باتین سنین۔ اس جلسہ کی تقریب کا ایک یہ سبب بہی ہؤا۔ کہ ملک صاحب معہود ف کے فرزند ارجمند ملک کرم آلہی صاحب حال مین امتحان ضلعداری مین کامیاب ہوئے ہین اور وہ اس خوشی مین بہی دوستون کو دعوت دینا چاہتے تھے دنیادار تو ایسی دعوتون کے وقت مین راگ اور ناچ کا تماشا دیکہتے ہین اور انہون نے قدرت آلہی کے وعظ کا تماشا دیکہا۔ جو حاضرین کے واسطے موجب ازدیاد ایمان ہؤا۔

بسم اللہ

یہ پہلی تقریر تہی۔ جو کہ مین نے بہیرہ مین کی اور اس کا مضمون تہا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خلاصہ اس تقریر کا یہ تہا۔ کہ قرآن شریف ایسی عجیب نعمت ہے۔ کہ بڑے عالم اور بہاری عارف عمردن کی عمرین گذار دین۔ تو معارف قرآنی کا سمندر کبہی ختم نہین ہو سکتا اور ایک کم فرصت اور بے علم ایک ہی آئیۃ کو لیکر اس پر علم و عمل حاصل کرے تو اوس کے واسطے وہی معجزہ نما ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کی آئیۃ بجائے خود سارے قرآن شریف کا خلاصہ مطلب ہے۔ اور اگر کوئی اس ایک آئیت کا عمل کمائے تو وہ اسی سے نہ صرف نجات یافتہ بلکہ اعلےٰ درجہ کا متقی اور صالح آدمی بن سکتا ہے مگر عمل کے یہ معنے نہین کہ کوئی شخص دانہلئے تسبیح ہاتہہ مین لے کر ہزار بار بے سمجہے سوچے بسم اللہ بسم اللہ کہہ لے بلکہ عمل کے یہ معنے ہین۔ کہ اس کے تمام حرکات اور سکنات افعال اقوال خیالات چلنا۔ پھرنا۔ اُٹہنا۔ بیٹھنا سب بسم اللہ کے ساتہہ ہون یعنے اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کے ماتحت اللہ تعالےٰ کے احکام کے نیچے ہون۔ صبح اوٹھے تو بسم اللہ کر کے اُٹہے کہ اے اللہ تعالےٰ تیرا نام لے کر مین اُٹہتا ہون یعنے مین اپنے تمام کامون مین تیرے نام کا خیال رکہون گا اور کوئی کام مین ایسا نہ کرونگا جو تیرے حکم یا تیری رضامندی کے برخلاف ہو۔ رات کو سوئے تو بسم اللہ کہہ کے سوئے کہ اے خدا مین تیرے نام پر اپنے دینی و دنیوی کام و کلاج اور بیداری کے اشغال کو ختم کر کے عالم خواب مین جاتا ہون۔ غرض اس طرح اپنے ہر ایک کام کو بسم اللہ کے ماتحت رکہے۔ تب وہ خدا تعالےٰ کے صفات رحمانیت اور رحیمیت سے فائدہ حاصل کریگا خدا تعالی اس پر رحم کریگا۔ اوس کے ہر ایک کام مین برکت دیگا۔ مومن کو چاہیئے۔ کہ بسم اللہ کے ان مطالب پر غور کرتے ہوئے اپنے ہر ایک کام کو بسم اللہ سے شروع کرتا رہے۔ یہان تک وہ رفتہ رفتہ بسم اللہ کا عامل بنجائے

درس قرآن شریف

دوسرے دن (۱۰ مارچ) کو مین درس قرآن شریف مین شامل ہؤا۔ جب سے ڈاکٹر صاحب یہان تشریف لائے ہین اون کی تحریک سے احباب نے درس قرآن شریف کا ایک سلسلہ جاری کیا ہؤا ہے۔ روزانہ بعد از نماز عصر حکیم فضل الدین صاحب کی حویلی مین چند دوست جمع ہوتے ہین اور ڈاکٹر صاحب قریباً ایک رکوع کا ترجمہ اور تفسیر سناتے ہین اوس دن ڈاکٹر صاحب کے اصرار پر مقررہ رکوع عاجز نے سنایا میرے خیال مین یہ بہت ہی عمدہ نمونہ ہے اور ہر جگہ کی جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ اس طرز کو اختیار کرین۔ کہ جس طرح حضرت مولوی نور الدین صاحب موصوف روزانہ ایک رکوع کا ترجمہ اور تفسیر سناتے ہین۔ اسی طرح ہر شہر کے احمدی بہادران اس بات کا التزام کرین کہ ان مین سے ایک صاحب روز دوسرے دن کو کچہہ حصّہ قرآن شریف کا بمعہ ترجمہ سنا دیا کرین حصول علم اور حصول تقوے کیواسطے یہ ایک بہت ہی مفید اور ضروری راہ ہے۔

توریت و انجیل مین حضرت سید الرسل اور مسیح موعود کیمتعلق پیشگوئیان

مذکورہ بالا رکوع کے درس مین اہل کتاب کا ذکر تہا۔ اس تحریک کے سبب اس شب احباب نے جو مجلس وعظ کی مسجد واقع محلہ معماران مین قائم کی۔ اس مین بعض دوستون کی خواہش کے مطابق عاجز نے توریت اور انجیل کی وہ پیشگوئیان سنائین۔ جو کہ آنحضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس موجودہ بائیبل مین باوجود ان تغیرات کے جو اس کے لاحق حال ہمیشہ رہے ہے اب تک پائی جاتی ہین اس کے ضمن مین سے اول حیز وہ واقعات بیان کئے جن کے سبب سے مجھے بموجب حکم

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کتب سماوی کی اصلی زبان یعنے عبرانی پڑہی تہی۔ اور اوس کو مینے کس طرح سے پڑہا۔ پادریوں نے عموماً مجھے پڑہانے سے انکار کیا اور بالآخر خدا کے فضل سے مین نے خود ہی اوسے پڑہا۔ یہان تک کہ بی۔ اے کے امتحان مین مینے عبرانی زبان لی اور اس مین پاس ہو گیا (مین بی۔ اے پاس نہین ہوں کیونکہ انگریزی مین فیل ہو گیا تہا لیکن رجسٹرار نے مجھے اطلاع دی تہی کہ تم زبانہائے عربی و عبرانی مین پاس ہو) پھر ایک یہودی اوستاد سے مینے تلفظ زبان عبرانی کو صاف کیا اور بالآخر وہ یہودی مسلمان ہو گیا پھر مینے عبرانی توریت مین حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ بجنسہٖ پایا۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں مبعوث ہونا اور بتوں کا توڑنا اور آپکے تیرہ سو سال بعد مسیح موعود کا پیدا ہونا یہ سب کچھ توریت مین بہ صراحت موجود ہونا مینے دیکھا۔ پھر مین نے اس پیشگوئی کی صراحت عبرانی انجیل کی مدد سے پائی۔ کہ مسیح موعود کو سورہ فاتحہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ یہ سب باتین پورے طور سے کہول کر اس وعظ مین بیان کی گئین جس کی تفصیل اخبار مین نہین ہو سکتی۔ انشاء اللہ کسی الگ رسالہ مین ان پیشگوئیوں کو بمعہ عبرانی عبارتوں اور ان کے تراجم کے کسی وقت خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو لکھا جائیگا۔

حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننا کیون ضروری ہے

اس سے دوسرے روز احباب مسجد احمدیان واقع لوہاران موری مین جمع ہوئے اور بعض دوستون کی تحریک سے اس بات پر مینے تقریر کی کہ حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننا کیون ضروری ہے۔ یہ تقریر لمبی تہی مگر خلاصہ اس کا یہ تہا۔ کہ اس وقت اگر حالت زمانہ کو دیکہا جائے اور مسلمانوں پر جس قدر مصائب ظاہری اور باطنی وارد ہو رہے ہین اون پر غور کیا جاوے اور پھر اسکے ساتھ خدا تعالےٰ کے وعدے کو جو قرآن وحدیث مین موجود ہے۔ کہ ایسے وقت مین کوئی امام۔ مجدّد پیدا ہوگا اوس پر غور کیا جاوے اور پھر اس حدیث کو بہی ساتھ ہی رکہا جاوے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد اسلام مین آتا ہے۔ تو یہ سب باتین مل ملا کر ہم کو مجبور کرتی ہین۔ کہ اگر اسلام اور قرآن اور حدیث سچ اور صحیح ہے۔ اور ضرور ہے تو یہ بہی ضرور ہے۔ کہ اس وقت کوئی ملہم ربانی قوم کا تزکیہ کرنیوالا اور مخالفین کے حملون سے اسلام کو بچانیوالا روئے زمین پر موجود ہو۔ ورنہ ایسے وقت مین اگر کوئی نہ آیا۔ تو نعوذ باللہ تمام وعدے قرآن وحدیث کے جہوٹے ہو جائین گے۔ غرض ہم مجبور ہین کہ اسلام کی صداقت کو قائم رکہنے کے واسطے اس وقت کسی امام ربانی کی تلاش کرین۔ سو جب ہم اس تلاش مین نکلتے ہین تو بجز حضرت مرزا صاحب کے ہم کو کوئی اور آدمی ایسا نہین ملتا جو مامور من اللہ ہونے کا مدعی ہو اور اوس نے ایک جماعت بنائی ہو اس لحاظ سے خود زمانہ کی حالت ہم کو مجبور کرتی ہے کہ اگر مرزا صاحب مین کوئی عیب دیکھتے ہین کہ آیا یہ شخص ہم کو کوئی ایسی بات تو نہین سکہاتا جو شریعت اسلام اور قرآن وحدیث کے مخالف ہو تو ہمین معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی تمام باتین شریعت اسلام کے مطابق ہین وہی قرآن وہی حدیث وہی قبلہ وہی نماز وہی روزہ تو ہمین اور بہی خوشی ہوتی ہے۔ کہ اگر ہم اس وقت کسی کو مجدد نہ مانتے تو قرآن وحدیث کو نعوذ باللہ جہوٹا کہنا پڑتا ہے اور اب ہم کو مجدد مل گیا تو ایسا ہے کہ اوس کے ماننے سے کم از کم ہمارا کوئی نقصان نہین کیونکہ اس کی سب باتین شریعت کے مطابق ہین۔ اب ہمین ایک شخص مدعی مجددیت مل گیا اور وہ شریعت کے مطابق بہی ہے اب آگے دیکہنا چاہیئے۔ کہ آیا وہ خدا رسیدہ ہے یا نہین اس کے واسطے آسان راہ یہ ہے۔ کہ اگر ایک شخص مثلاً کہے کہ میری بادشاہ تک رسائی ہے اور بادشاہ کے حضور مین میری سنی جاتی ہے اور بادشاہ نے مجھے اس شہر کا حاکم مقرر کر دیا ہے اور ایک دوسرا شخص اٹہے اور وہ بھی ایسا ہی کہے اور اس پہلے شخص کی مخالفت کرے تو چاہیئے۔ کہ ہر دو کیطرف سے ایک درخواست بادشاہ کے حضور مین بھجوائی جاوے اور درخواست کنندے اپنے مخالفین کے حق مین بادشاہ کے حضور فریاد کرین۔ پھر جو صادق ہوگا اوسنے فی الواقع بادشاہ کیطرف سے ہوگا اوس کی بادشاہ امداد کریگا۔ اور جھوٹے کیواسطے وہ قتل کا حکم دیگا۔ کیونکہ بادشاہ کی طرف سے وہ جھوٹا حاکم بنا تہا۔ چنانچہ ایسا ہی یہان بہی ہوا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ مین ڈوئی کاذب نبی کھڑا ہوا تہا وہ ہلاک ہو گیا۔ پھر صرف وہی نہین بلکہ ہر ایک شخص جس نے آپکے برخلاف دعوی کیا وہ ہلاک ہوا اور حضرت کی جماعت کا سلسلہ دن بدن ترقی پکڑتا گیا۔ مولوی قصوری۔ مولوی اسمٰعیل علی گڑہی۔ چراغ دین جمونی۔ الٰہی بخش لاہوری۔ فقیر مرزا دوالمیالی لیکہرام آریہ کس کس کو گنین۔ ہر ایک جو مدعی الہام کا اور خدا رسیدہ ہونے کا بن کر حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ مین کہڑا ہوا۔ ذلیل ہوا نامراد ہوا۔ تباہ ہوا۔ ہلاک ہوا۔ فنا ہوا اس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا راستباز اور صادق بندہ کون ہے آخر یہ امر سوچنے اور غور کرنے کے لائق ہے۔ کہ یہ کیا سبب ہے کہ جو شخص اوس کے مقابل مین آتا ہے وہی ہلاک ہوتا ہے اور یہ ہر میدان کامیاب ہوتا ہے ان تمام امور سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ شخص فی الواقع خدا رسیدہ ہے اس کی ضرورت بہی ہے۔ اسلام کی شریعت کے مطابق بہی ہے۔ خدا رسیدہ ہے جو کوئی اوس کی مخالفت کرے وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ دن بدن ترقی پکڑتا ہے۔ کسوف خسوف والی پیشگوئی بہی اِس کے زمانہ مین پوری ہو گئی۔ مسیح موعود کے زمانہ کے جو نشانات مثلاً طاعون، زلازل اور قحط اور اونٹ کا بیکار ہو جانا اور نہرون کا جاری ہونا اور باہمی میل جول کا کثرت سے بڑہنا یہ سب باتین اس کے زمانہ مین پوری ہو گئین ان سب نشانات کے ہوتے ہوئے اگر ہم اوس کو مان نہ لین تو پھر کرین تو کیا کرین۔ اب تو خدا تعالےٰ پر ایمان لانے والا سوائے اس کے کوئی ہو نہین سکتا۔ جو اس کو ماننے والا ہو۔ کیونکہ اگر یہ شخص صادق نہین۔ تو پھر وہ قانون کہان گیا۔ کہ مفتری علے اللہ جلد ہلاک ہوتا ہے اس کلام کو کیا ہوا جسمین لکہا ہے۔ کہ خدا صرف صادق کی نصرت کرتا ہے پس اِس شخص کا انکار تو صاف خدا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اوس کی کتاب اور تمام انبیاء کا انکار ہے۔

انجمن مستورات احمدیہ بھیرہ

اوس سے دوسرے روز ۸ مارچ ۱۹۰۸ء کی شام کو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مکان پر ایک تقریر ہوئی۔ جس کے سننے کے واسطے بہت سی عورتین بہی جمع ہوئی تہین جن کیواسطے پردے والی جگہ کا خاص انتظام ڈاکٹر صاحب موصوف

نے کر لیا تھا۔ اس تقریر میں سورۂ اخلاص کی تفسیر کی گئی اور شرک و بدعت سے بچنے کی طرف توجہ دلائی گئی اور نماز روزن کی سستی اور شرک و بدعت کی باتیں جو خوشی یا غمی کیوقت عموماً عورتوں سے سرزد ہوتی ہیں اون سے بچنے کیطرف خاص طور پر وعظ کیا گیا۔ اس جگہ اس بات کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بھیرہ میں اہلیہ جناب ملک کرم الٰہی صاحب امیدوار ضلعدار کی محنت اور کوشش اور دُعا کے نتیجہ میں مستورات کے درمیان سلسلہ احمدیہ کی محبت اور اخلاص ایک خاص رنگ پکڑے ہوئے ہے۔ سب عورتیں نماز جمعہ کے واسطے مسجد معماران کے متصل حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مکان پر جمع ہوتی ہیں۔ جہاں کہ پردے کا خاص انتظام کیا گیا ہے اور نیز انجمن مستورات بھی اس جگہ قائم ہو گئی ہے جس میں اہلیہ ملک صاحب موصوف نے ایک وعظ بھی کیا تھا جس کا خلاصہ اونہوں نے چھاپنے کے واسطے مجھے دیا ہے اور انشاء اللہ بدر خواتین کے کالموں میں اسکو چھاپا جاوے گا۔ اہلیہ ملک صاحب موصوف ہمارے مکرم دوست ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی کی دختر ہیں ملک صاحب نے اون کو بہت عمدہ تعلیم دلائی ہے اور سلسلہ حقہ کی کتب کا انہوں نے خوب مطالعہ کیا ہے اور دین کی محبت میں وہ بالکل محو ہیں۔ یہ نیک خاتون بھیرہ کی احمدیہ خاتونوں کیواسطے ایک خاص نمونہ ہے اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اوس کی توجہ۔ محبت اور اتھک دُعا سے یہاں عورتوں کے درمیان بہت ہی اصلاح ہو جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ یہی مبارک خاتون دراصل اپنے خاوند اور خسر اور اون کے تمام گھرانے کے واسطے سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کا باعث ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے۔ کہیں مردوں کے ذریعہ سے عورتیں ہدایت پاتی ہیں اور کہیں عورتیں مردوں کے واسطے ہدایت کی محرک ہو جاتی ہیں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی میرے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے ان کے لئے بھی محرک اول اون کی نیک بیوی ہوئی تھی جس نے کہیں اتفاق سے برکات الدعا پڑھی تھی اور وہ مجھ ڈاکٹر صاحب کو دکھائی اور اون کو دعا کرانے کے لئے قادیان جانے کی تحریک کی۔ اللہ تعالےٰ اون سب کو جزائے خیر دے۔

برکاتِ درود شریف

جمعہ کے روز محلہ مسجد معماران میں درود شریف کے برکات پر میں نے خطبہ پڑھا۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا۔ کہ درود شریف حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک دُعا ہے اور صلوٰۃ اور سلام سے یہ مراد ہے کہ آپ کے دین میں ترقی ہو اور آپ سے فیض حاصل کرنیوالی قوم بڑھے اور پھولے اور پھلے۔ قرآن شریف کی عزت دنیا میں قائم ہو۔ اور دین اسلام کا بول بالا ہو۔ درود شریف میں آل سے مراد صرف وہ لوگ نہیں جو کہ حضرۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہیں بلکہ آل رسول سے مراد وہ تمام لوگ ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار اور آپ کے نور فیض سے منور ہو کر اسلام کے چمکتے ہوئے نمونے ہیں۔ تمام اولیاء اللہ اور مجددین اور ابدال اور قطب اور علماء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آل میں شامل ہیں۔ درود شریف میں حضرت ابراہیم پر خدا تعالےٰ کی صلوٰۃ اور سلام کا جو ذکر کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ جیسا کہ حضرت ابراہیم کی اولاد میں پہلے لوگ نبی اور پیغمبر۔ اور حکماء اور شہداء اور منعم علیہ ہوتے۔ اور خدا تعالےٰ سے مخاطبہ مکالمہ حاصل کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں ایسا ہی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں بھی ہوں اور جیسا کہ پہلے آخری حالت خراب کیواسطے اُن کے درمیان ایک مسیح پیدا ہوا تھا۔ ایسا ہی اون کے درمیان بھی ایک مسیح پیدا ہو۔ لکھا ہے۔ کہ جس دعا کے آگے پیچھے درود شریف پڑھا جاوے وہ دُعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ درود شریف خود ایک دعا ہے۔ جو ضرور قبول ہونے والی ہے کیونکہ خداوند کریم اور اس کے فرشتے بھی آنحضرت صلعم پر درود بھیجتے ہیں۔ تو جس صورت میں دو دعائیں آگے پیچھے قبول ہونے والی ہوں گی اون کے درمیان کی دعا بھی انشاء اللہ قبولیت کا درجہ حاصل کرے گی لیکن درود شریف کا پڑھنا صرف زبان سے نہیں ہونا چاہئیے بلکہ سچے دل کے ساتھ اور اوس کا عمل مومن کو کمانا چاہئیے۔ درود شریف کا عمل کمانا اس طرح سے ہے۔ کہ جیسا کہ مونہہ سے اس دُعا کو مانگتا ہے ایسا ہی اپنی بدنی اور مالی کوششوں کے ساتھ مومن آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت اور ترقی میں دل و جان کے ساتھ ہر وقت کوشاں رہے پہلے اپنی اصلاح کرے اور پھر ساتھ ہی دوسروں کی اصلاح کیطرف متوجہ ہو جائے اور مخلوق الٰہی کو دین محمدی پر قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اور دین محمدی کے واسطے اس قدر درد دل سے دعائیں کرے کہ خدا تعالیٰ سے

پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد

کا آوازہ سُن لے۔

انجمن احمدیہ ضلع شاہ پور

اس کے بعد میں جلد قادیان جانے کو طیار تھا۔ کہ قادیان سے عرب صاحب عبد المحیی کے خط سے یہ مجھے معلوم ہوا کہ لنگر کے واسطے کچھ چندہ کرنے کی ضرورت ہے اس واسطے میں نے بھیرہ میں احباب کے درمیان لنگر کے واسطے کچھ خاص وقتی چندہ کرنے کی تحریک کی اور اس کے ساتھ ہی دوستوں کے مشورہ سے یہ مناسب سمجھا گیا۔ کہ میانی اور سرگودہ میں بھی چند گھنٹوں کے واسطے جانا چاہئے۔ ان مقامات میں جانے کی ضرورت اس واسطے بھی تھی۔ کہ صدر انجمن احمدیہ نے انجمن احمدیہ بھیرہ کو انجمن ضلع قرار دیا ہے اور اس کے ماتحت میانی اور سرگودہ میں شاخہائے انجمن کا قائم کرنا اور نیز ان مقامات میں مدرسہ کی عمارت کے واسطے چندہ کی تحریک کا کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ عاجز راقم بہمراہی ملک کرم الٰہی صاحب (جو کہ اس جگہ ایک پرجوش اور مخلص دوست ہیں اور رات دن سلسلہ کی خدمات میں دل و جان سے مصروف رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اون کو جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں اون کو حسنات عطاء فرماوے اور جلد تر انہیں کسی معزز عہدہ پر ممتاز فرماوے۔)

شام کی گاڑی میں روانہ ہو کر رات کو ہم میانی میں رہے۔ برادرم حکیم محمد جمیل صاحب اور ایک اور بزرگ دوست بھی میانی تک ہمارے ساتھ تھے اوس سے آگے سرگودہ کو میں اور ملک صاحب گئے چند گھنٹے سرگودہ میں قیام رہا۔ اور پھر رات کو واپس بھیرہ میں آگئے

آیۃ الکرسی

میانی میں جماعت کے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں۔ ہم ہر چہار کس شیخ غلام رسول صاحب کے مکان پر ٹھہرے۔ شیخ صاحب موصوف نے بہت محبت اور اخلاص کے ساتھ ہماری خاطر داری کی۔ قریب کے گاؤں سے مخدوم محمد صدیق صاحب اور

دو بھائی گھوگھیاٹ سے بھی تشریف لائے جن میں ایک صاحب نے نہایت لطیف پیرایہ میں ایک نیوگ نامہ بھی لکھا ہے۔ میانی میں شاخ انجمن احمدیہ بھی بنائی گئی۔ جس کے پریزیڈنٹ شیخ غلام رسول صاحب اور سکرٹری مخدوم محمد صدیق صاحب مقرر ہوئے۔ اور حسب درخواست احباب عاجز نے ایک آئیت قرآن شریف کی پڑھی۔ جس کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ اور اُس کا ترجمہ اور تفسیر سنائی۔ جو اختصاراً انشاءاللہ اگلے اخبار میں درج کی جائیگی۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

اتمام البرہان مصنفہ شیخ احمد حسین صاحب میرٹھی پر ریویو

(از سید صادق حسین صاحب صادق مختار عدالت وسکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

مہدی آخرالزمان

شیخ صاحب موصوف اتمام البرہان کے صفحہ ۱۱ میں مصنف دیۃ اللہ ثانی کی کاسہ لیسی فرماکر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ "قادیانی صاحب نے براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت قرآن کریم کے الہامی ہونے کے ثبوت پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ الہام کو مرادف وحی قرار دے کر اپنے آپ کو الہام کی اُون متعدد صورتوں کے ساتھ مورد وحی ہونا قرار دیا ہے اور آیات قرآنی کو اپنی نسبت منسوب کیا ہے"۔

شیخ صاحب نے اس اعتراض میں درحقیقت تین اعتراضات کو جمع کر دیا ہے :۔

(۱) الہام و وحی کو مترادف المعنی قرار دینا ناجائز ہے۔

(۲) وحی جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص مورد وحی نہیں ہو سکتا۔

(۳) وحی یا الہام کے طور پر کسی شخص پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آیات قرآنی نازل نہیں ہو سکتیں۔

اب شیخ صاحب نے اعتراضات تو پیش کر دیئے مگر اپنے بیان کی تائید میں قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ نہ وحی والہام کی تعریف لکھی۔ البتہ علامہ شعرانی کی میزان کبرے کے حوالہ سے کشف والہام کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کے بارہ میں ایک معیار پیش کیا ہے اور وہ معیار یہ ہے :۔

"اہل کشف پر واجب کیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے کشفی علم کو قبل از عمل کتاب وسنت کے مطابق کرے۔ اگر موافق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے ہو۔ تو عمل کے قابل ہے۔ ورنہ اس پر عمل کرنا حرام ہے"۔

معزز ناظرین وحی الہام کی بحث میں شیخ صاحب نے کشف کے متعلق یہ معیار پیش کیا ہے۔ اور اسی پر قناعت کی ہے۔ پس شیخ صاحب کے طرز عمل سے ثابت ہو گیا۔ کہ خود بدولت وحی و الہام و کشف ان تینوں چیزوں کو مترادف المعنی سمجھتے ہیں۔ اور ان سب کے لئے ایک ہی معیار یعنی مطابقت کتاب وسنت پیش کرتے ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ کوئی وحی والہام وکشف جو کتاب وسنت کے مطابق نہ ہو۔ ہرگز ماننے اور عمل کرنے کے قابل نہیں۔ لہذا شیخ صاحب کے اعتراضات خود شیخ صاحب کی تحریر سے ہی مردود ثابت ہو گئے۔

مگر چونکہ شیخ صاحب نے اس بحث میں اپنی سخن فہمی ودقیقہ سنجی نازک خیالی۔ شیریں مقالی کے عجیب وغریب حیرت انگیز وندرت خیز جوہر دکھلائے ہیں۔ اس لئے ہم معزز ناظرین سے سفارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اتمام البرہان کے اس مبحث کو ضرور ملاحظہ فرماکر شیخ صاحب کی قدردانی فرمائیں اور پیٹھ ٹھونک کر اُن کی ہمت بڑھائیں۔ کہ احمدیوں کو شکست دینے کے زعم میں اُنہوں نے حقائق و معارف کا وہ لازوال خزانہ جو اُن کے مرشدان باطنی کے مقدس سینوں میں مخفی ومحفوظ چلا آتا تھا۔ کمال سیرچشمی و دریادلی کے ساتھ پبلک کے لئے وقف کر دیا۔ لیکن شائد نقاد طبع نکتہ رس ناظرین میں سے کوئی بزرگ اس سفارش کو قبول فرمانے سے پہلے اُن معارف وحقائق کا کوئی نمونہ ملاحظہ فرمانا چاہیں۔ تو شیخ صاحب علیہ الرحمۃ کے اُس گنج شائگان سے چند جواہر الطبع نمونہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں :۔

نمونہ اول۔ شیخ صاحب کا خیال۔ وحی شیطانی مطابق آیہ کریمہ ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم قیامت تک باقی رہینگی۔ مگر وحی ربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم ہو گئی۔ پس شیخ صاحب کے مسلک پر اولیاء الشیطین تو قیامت تک مورد وحی شیطانی ہوتے رہینگے۔ مگر اولیاء الرحمن مورد وحی ربانی ہو نہیں سکتے۔

ہمارا استفسار۔ حضرت شیخ صاحب! یہ تو فرمائیے کہ وحی شیطانی کے قیامت تک قائم رہنے اور وحی ربانی کے موقوف ہو جانے کی وجہ کیا ہے۔ کیا توبہ توبہ خدا کو اپنی عاجز مخلوق کا گمراہی میں ڈالنا خود پسند آگیا ہے۔ وحی رسالت کے منقطع ہو جانے کے لئے تو بیشک یہ وجہ موجود ہے۔ کہ تکمیل شریعت کے بعد عقلاً اُس کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر اسرار شریعت سمجھنے کیلئے وحی ولائیت کس بنا پر منقطع مانی جائے۔ کیا اس کے لئے کوئی عقلی یا نقلی دلیل آپ کے پاس ہے۔ نہیں تو جب باوجود دائمی ضرورت وحی ولائیت کے خداوند تعالیٰ نے وحی ولائیت کے سلسلہ کو منقطع فرمایا۔ اور وحی شیطانی کے سلسلہ کو منقطع نہ فرمایا۔ تو اس سے بجز اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ معاذاللہ اب خدا کو اپنی مخلوق کا گمراہ کرنا خود پسند آگیا ہے۔

نمونہ دوم۔ شیخ صاحب میزان کبرے کے حوالہ سے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ غیر معصوم کا کشف سوائے حضرت ابوبکر صدیق کبھی قطعی نہیں ہوتا۔ اور صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ غیر معصوم کا کشف والہام کبھی قطعی و

ولقین کا افادہ نہیں دے سکتا"

پھر اُس کی تردید اسی صفحہ ۱۲ میں شیخ صاحب اپنے ہی قلم مبارک سے اس طرح فرماتے ہیں:-

"اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ کے قول سے صریح ظاہر ہے۔ کہ علماء شریعت کا پلّہ صوفیہ کے پلّہ سے ہمیشہ غالب رہا۔ اور اُن کی نظر صوفیہ کی نظر سے ہمیشہ بلند رہی۔ کیونکہ علوم الہامی کا علوم ظاہری شریعت سے اس طرح پر موافق رہنا کہ کسی چھوٹے اور ادنیٰ امر میں بھی مخالف نہ ہو۔ یہ فقط اُنہیں افراد کے علوم میں ہے۔ جو کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام صدیقیت سے مشرف ہوئے۔ اور صدیقیت کے مقام سے ہر مقام تحتانی میں ایک قسم کا سکر متحقق ہے۔ جس میں خطا کا آنا بالکل بجا ہے۔ اور جب تک کہ شریعت منقولہ کے مطابق نہ ہو۔ غیر صدیق کا الہام کبھی مقطوع الافادہ نہیں ہو سکتا"

معزز ناظرین! شیخ صاحب اپنے پہلے قول میں حضرت ابوبکر صدیق کے سوائے کسی اور شخص کے کشف یا الہام کو قطعی قرار نہیں دیتے اور دوسرے قول میں جو امام ربانی مجدد الف ثانی کے حوالہ سے لکھا گیا ہے۔ ان تمام افراد اُمت کے کشف والہام کو جو کشف کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہوں۔ قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور اس صریح اور بیّن تناقض کی جو ایک ہی جگہ ان کی تحریر میں موجود ہے۔ کچھ بھی خبر نہیں رکھتے۔ اور باایں ہمہ لطف یہ کہ اپنی کتاب کو لاجواب سمجھتے ہیں۔ شرم! شرم!! شرم!!!

ساتھ ہی شیخ صاحب اس بات پر بھی غور نہیں فرماتے کہ چودھویں صدی کا مجدد جب کثرت مکالمات ومخاطبات کی وجہ سے مجازاً نبی کا خطاب بارگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پاچکا ہے اور نبی کا مرتبہ صدیق سے افضل ہوتا ہے۔ تو پھر اس صدی کے مجدد کے الہامات قطعی کیوں نہیں۔

نمونہ سوم۔ شیخ صاحب اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب آیہ کریمہ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره کا مصداق کیونکر ہوسکتے ہیں۔ اس اعتراض کی تائید میں شیخ صاحب نے شیخ چلی کی طرح بہت سے خیالی پلاؤ پکائے ہیں۔ مگر اُن سب کی تردید میں صرف ایک مختصر جواب مندرجہ ذیل کافی ہے:-

جواب۔ جس طرح آپ کے خیالی مہدی اس آیہ کریمہ کے مصداق ہوسکتے ہیں۔ اُسی طرح حضرت مرزا صاحب ہوسکتے ہیں فما هو جوابكم فهو جوابنا۔

نمونہ چہارم۔ شیخ صاحب اتمام البرہان کے صفحہ ۱۷ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر یہ مان لیا جائے کہ قادیانی پر یہ آیتیں (هو الذی ارسل رسوله وغیرہ) اب اُتری ہیں۔ تو ظاہر انکار آیات بیّنات قرآنی ثابت ہوتا ہے۔ جو صریح کفر ہے اور نیز قادیانی صاحب کا سرقہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ اُس کا خدا بھی خود مرتکب اس سرقہ کا ثابت ہوتا ہے۔ کیا اس معنی کے اور الفاظ یاد نہ تھے۔ جو کتاب رسول اللہ صلعم سے سرقہ کرنا پڑا۔ اور بلزم سرقہ الفاظ وعبارت فرقان مجید کے ثابت ہوئے۔ کیا کوئی اور زبان نہیں آتی تھی۔ تم پر تو زبان پنجابی میں ضرور ہی اتارنا تھا۔ کہ کچھ قرین قیاس بھی ہوتا۔ کیونکہ سابق انبیاء بھی اپنے ملک اور اُسی قوم کی زبان میں مشرف بہ ارشادات ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه الایۃ۔ قادیانی صاحب کا خدا اس جگہ چوک گیا۔ ورنہ ایسی فاش غلطی نہ ہوتی"

جواب۔ کتاب مقامات امام ربّانی مجدد الف ثانی مطبوعہ مطبوعہ مطبع جیون پرکاش کے صفحہ ۱۳۶ میں لکھا ہے۔

"سب سے چھوٹے فرزند حضرت مجدد الف ثانی کے حضرت شاہ محمد یحییٰ ہیں۔ ان کی ولادت باسعادت سنہ ۱۰۲۴ھ میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۰۹۶ھ میں۔ ان کے تولد سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا تھا۔ انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ۔ اور اسی رعائت سے اُس کا نام محمد یحییٰ رکھا۔"

ناظرین! یہ الہام حضرت مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا قرانی آیت ہے۔ جو پارہ ۱۶ سورۃ مریم رکوع ۱۳ میں اس طرح آئی ہے "یٰزکریا انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ"۔ اے ذکریا۔ ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔ ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کو میرٹھی شیخ صاحب نے امام ربّانی مانا ہے۔ اور اتمام البرہان کے صفحہ ۱۲ میں اُن کے قول سے استدلال کیا ہے پس اگر کوئی معترض شیخ صاحب کے مسلّم امام ربّانی کے مقابلہ میں اعتراض کی وہی عبارت لفظ قادیانی کے بجائے مجدد الف ثانی لکھ کر پیش کرے۔ تو شیخ صاحب اُس کا کیا جواب دیں گے۔ جو کچھ جواب اس اعتراض کا شیخ صاحب تجویز فرمائیں۔ وہی حضرت مرزا صاحب قادیانی کی طرف سے بھی قبول فرمائیں۔

علاوہ بریں ٹھنڈے دل سے ذرا اس بات پر بھی غور کرلیں کہ حسب اعتقاد جناب جب حضرت مسیح بن مریم اسرائیلی آسمان سے نازل ہونگے۔ تو اُن پر وحی کس زبان میں نازل ہوگی۔ اگر کہا جائے کہ عبرانی زبان میں جو اُن کی مادری اور قومی زبان تھی۔ تو ظاہر ہے کہ عبرانی ایک مردہ زبان ہے۔ اُس میں وحی کا نزول اس غرض سے فضول ہے۔ اور اگر کہو کہ عربی زبان میں وحی نازل ہوگی تو پھر ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه کا کیا جواب۔ یاد رکھئے ہم اس بات کو تو مانتے ہیں۔ کہ جو رسول آیا۔ اُس نے رسالت کو اپنی قومی زبان میں ادا کیا۔ مگر اس بات کو ہم نہیں مانتے۔ کہ وحی کا نزول رسول کی قومی زبان کے علاوہ کسی قومی زبان میں ممنوع ہے۔ کیونکہ نہ ایسا کوئی الٰہی وعدہ ہے۔ نہ اس سے کوئی خداوند پاک کی شان میں کوئی عیب لگتا ہے پس ان الله علی کل شیء قدیر کے مطابق رسول کی قومی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں وحی کا نزول بلاشبہ جائز ہے۔

نمونہ پنجم۔ شیخ صاحب صفحہ ۲۵ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"علاوہ ازیں اس پر اور بھی یہ طرّہ بوحی ظاہر ہوا ہے۔ جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۶۰ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك ترجمہ۔ اے قادیانی جو تو چاہے سو کر۔ بیشک ہم نے تُجھے بخش دیا۔ ناظرین غور فرمائیں۔ کیوں نہ سادہ لوح اس طرف راغب ہوں مفت اور بے مشقّت کی دولت بٹ رہی ہے۔ الی قولہ پس شراب خوری وحرام کاری وخنزیر خواری کی کچھ روک ٹوک نہیں رہی۔ جو چاہیں کریں اور گویا مثل بیان نصاریٰ کہ عیسیٰ مسیح صلیب پاکر تمام مخلوق کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ اس لئے اُن کو آزادی حاصل ہوگئی۔ ایسے ہی گویا معتقدان مسیح قادیانی صاحب کے گھر تو عید ہوگئی۔ اور جو چاہیں کریں"

جواب۔ تعصب انسان کو اندھا بنادیتا ہے۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ شیخ کو تو براہین احمدیہ میں الہام اعمل ما شئت فانی قد غفرت لك تو نظر پڑ گیا۔ مگر اس الہام کے نیچے جو تشریح براہین احمدیہ میں لکھی ہوئی ہے اور جس سے شیخ صاحب کے تمام اوہام کا ازالہ کامل طور پر

ہوتا ہے۔ وہ انہیں نظر نہ آئی۔ لہذا ہم اُس تشریح کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ انصاف پسند ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کورانہ تقلید اور سفیہانہ وخائنانہ نکتہ چینیوں میں کس حد کمال کو پہنچ گئے ہیں۔ اور وہ تشریح مع ترجمہ الہام یہ ہے:-

"جو کچھ تو چاہے کر کہ میں نے تجھے بخشا۔ تو مجھ سے وہ منزلت رکھتا ہے۔ جس کی لوگوں کو خبر نہیں۔ اس آخری فقرہ کا یہ مطلب نہیں کہ منہیات شرعیہ تجھے حلال ہیں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ تیری نظر میں منہیات مکروہ کئے گئے ہیں۔ اور اعمال صالحہ کی محبت تیری فطرت میں ڈالی گئی ہے۔ گویا جو خدا کی مرضی ہے۔ وہ بندے کی مرضی بنائی گئی ہے اور سب ایمانیات اس کی نظر میں بطور فطرتی تقاضا کے محبوب کی گئی ہیں"

ہمارے نزدیک یہ حرکت ناشائستہ کہ کسی کلام کا مطلب دیدہ ودانستہ متکلم کے مقصود کے خلاف فرض کر لیا جائے اور اُس فرض کی بنا پر متکلم کو اعتراض کا نشانہ بنایا جائے سخت بددیانتی وحماقت بلکہ خباثت میں داخل ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اکثر مخالفین سلسلہ احمدیہ اسے بھی شیر مادر سمجھتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

"مجاھدہ"

پیاری بہنو! میں معافی مانگتی ہوں کہ (بوجہ چند در چند مصایب کے جو زمانہ کی گردش سے مجھ پر عائد ہوئیں) میں آپ کی خدمت کرنے کا شرف حاصل نہیں کر سکی۔ پہلے تو سب بہنیں میرے لئے استقامت کی دعا مانگیں۔ کہ میں بذریعہ مضامین آپ کی کچھ خدمت کر سکوں۔ آج کچھ پریشان خیالات لکھتی ہوں۔ اگرچہ کئی سہو ہیں۔ مگر آپ کی اسلامی عادت سے امید کہ معاف فرمائی جاؤں گی۔

آج میں حقوق نسوان ایک کتاب دیکھ رہی تھی اور پھر ایک مضمون زبردست حمایت مستورات میں دیکھا۔ جو نہائت پسندیدہ ہوا۔ یکدم میری نظر ایک مضمون پر جا پڑی۔ کہ ایک لڑکی طالب علم سے دریافت کیا گیا کہ اپنی دانست میں تم مردوں کو کیا سمجھتی ہو۔ تو اس نے بڑے غور وتامل سے جواب لکھا "اگر میرے اختیار ہوتا۔ تو سارے جہان کی لڑکیوں کو تو لڑکے بناتی۔ اور سارے جہان کے لڑکے اُن کے کھیلنے کی گڑیاں"! خوب اور بہت خوب لکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ خیالات انگریزیت میں محو ہونے کے واسطے ہیں۔ اسلام میں اگرچہ عورتوں کو بہت سے حقوق کی وارث کیا گیا ہے۔ مگر ایسی آزادی تو جائز نہیں رکھی۔ اس لئے کہ عورتیں مجاہدہ کی عادات سیکھیں۔ اور یہی اُن کی نجات کا باعث اور اعلیٰ وصف مانا گیا ہے۔ عورتوں کو خدا نے اپنی خاص ذات سے بہت سی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ مثلاً اپنی خاص رحمانیت سے ان کو رحمدلی (جو خاص ہمارا حصہ ہے) بخشی۔ اپنی پاک بے لوث ذات سے پاکدامنی عطا کی (اور یہی عصمت وعفت ہی ایک ایسا جوہر ہے۔ جس نے ہمیں ہیچو من دیگرے نیست) میں مسرور رکھا ہوا ہے۔ اپنے مانند جمال سے ہمیں جمال عطا فرمایا الحمد للہ تعالیٰ۔

مجاہدہ کا نام ثابت قدمی استقلال سے بھی نہائت اعلیٰ درجہ ہے۔ مردوں کا مجاہدہ تو کئی کئی برس تک سخت مشقتیں مصائب اٹھا کر کہیں پورا ہوتا ہے وہ بھی کچھ قسمت سے حاصل ہو گیا تو بہتر ورنہ دیوانہ ہو جاتے ہیں۔ مگر ہمیں ہر وقت مجاہدہ سے سابقہ پڑا رہتا ہے۔ جو مصایب جو سختیاں ہم پر آتی ہیں۔ اگر ہماری نیت محض للہ ہو۔ اور بقول حضرت اقدس سلمہ اللہ تعالیٰ ہر ایک قول وفعل میں اپنے مولا کریم کی جانب ہی خیال ہو۔ تو بخدا ہمیں ولیوں کا مرتبہ مل جائے۔ دیکھو! حضرت نبی کریم صلعم (فداہ ابی وامی) کی بیٹی اور وہ بیٹی جو سب جہان سے پیاری اور جسے زندگی میں ہی جنت میں سردار نسوان کا خطاب اللہ تعالیٰ سے ملا۔ اور جو پاک تن میں سے تھی۔ اگر اُن کے حالات پڑھو۔ تو معلوم ہو کہ مجاہدہ کسے کہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایکدفعہ حضرت نبی کریم صلعم کے پاس مال غنیمت ایک لونڈی آئی۔ حضور علیہ السلام کے گھر میں حضرت خاتون جنت تشریف لائیں۔ کہ ابا جان سے یہ خادمہ مانگوں۔ نبی کریم صلعم تو گھر میں نہ تھے۔ جب آئے تو حضرت صدیقہ علیہا السلام نے بتایا۔ کہ بتول علیہا السلام آئی تھیں۔ فرماتی تھیں۔ کہ لونڈی خدمت کے لئے مجھے عطا ہو جاوے۔ نبی کریم خود خاتون جنت کے گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ کہ فاطمہ! مت گمان کر۔ کہ میرا باپ پیغمبر ہے مجھے کوئی ضرورت عبادات کی نہیں بلکہ اپنے ہاتھ سے اپنے کام کاج کر اور عبادات میں و مجاہدات میں نہائت محنت کر۔ اور ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ والحمد للہ پڑھ۔ کہ تو جنت میں عورتوں کی سردار ہوگی۔ پھر دیکھو! حضرت رابعہ بصری علیہا الرحمۃ کی نسبت لکھا ہے۔ کہ رابعہ ایک یتیم بچہ تھی۔ کہ ایک سوداگر گھر لے گیا۔ دن کو تو اس کے گھر کے کام کاج کرتی بچوں کو کھلاتی تھی۔ مگر جب رات کو وہ سو جاتے تھے۔ تو وضو کر کے تمام رات اپنے مولا کریم کی عبادت میں بسر کرتی۔ ایک رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے نماز میں دعا مانگ رہی تھیں۔ کہ اے میرے مولا کریم۔ اب اتنی مشقت میرا عاجز اور کمزور دل نہیں جھیل سکتا۔ اگر مجھ سے یہ دُنیا کے کام چھڑا لے۔ تو سارا دن تیری یاد میں گزاروں۔ (دیکھو! خدا تعالیٰ سمیع وبصیر نے کس قدر جلد دعا سن لی) سوداگر سُن رہا تھا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ یہ لڑکی تو کوئی خدا رسیدہ بزرگ خاتون ہے صبح اس ولیہ کو ہرگز کوئی کام نہ بتانا۔ صبح جب حسب معمول رابعہ اُٹھ کر جھاڑو دینے لگی۔ تو سوداگر کی بی بی نے کہا۔ کہ توبہ اے بزرگ پاکدامن بی بی! ہمیں معاف کر۔ تیرا رتبہ ہم نے نہیں جانا تھا۔ لو وہ حجرہ صرف تیرے واسطے ہے اس میں رہ ہم کھانا وہاں ہی پہنچا دینگے۔ اپنے خدا کی یاد کیا کر! دیکھو! حضرت مریم صدیقہ۔ حضرت آسیہ فرعون کی بیوی وغیرہ نے اپنے مجاہدات کے بدلے کتنا رتبہ پایا۔ آہ افسوس! ایک ہم ہیں کہ سسرال کی سختی۔ بچوں کی مصائب۔ دُنیا کے مختلف افکار سے۔ کسی غم کے حادثے سے۔ خاوند کی بے مہری سے۔ اپنی خاطر ومدارات میں ذرا بھر فرق آجانے سے کس قدر بددل ہو جاتی ہیں۔ میری بہنو! یہ بھی نبوت والا زمانہ ہے۔ تم استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ آؤ مل جل کر سختیاں دین کے واسطے جھیلیں۔ اگر تم کسی دشمن احمدؑ کے گھر گئی ہو۔ تو اپنے دین کے لئے ثابت قدم مستقل مزاج رہو۔ ان کی گالیاں کھاؤ۔ مگر بددل مت ہو۔ تا تم مریم صدیقہ اور خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی پاک مجلس میں بیٹھنے کے لائق ہو۔ کوئی ہزار کوسے۔ مگر تم ایک حرف شکائت زبان پر نہ لاؤ۔ ہمت کرو۔ اور اس زمانہ میں اگلوں کے لئے نمونہ قائم کرو۔ سب مصایب صبر سے برداشت کرو۔ اور صبر سے ہی تمہیں وہ وہ نعمتیں ملینگی جن کی تمہیں آرزو ہوگی اور تمہیں دین ودُنیا میں راحت دہ ہوگی۔ والسلام خیر الختام خدا ایسا ہی کرے۔

(باقی انشاء اللہ پھر کبھی)

رقیمہ نیاز احمدی خاتون
از گولیکی ضلع گجرات۔ پنجاب
۱۳-۳-۸
۹ بجے رات

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

نظم

(از خاکسار عبد الخالق احمدی سوداگر مظفر نگر)

ترا جلوہ نمایاں ہر جگہ خلاقِ جہاں دیکھا
تجھے دیکھا جہاں دیکھا نہاں دیکھا عیاں دیکھا

ترے فضل و کرم سے مہدی آخر زماں دیکھا
گلستانِ محمدؐ کا اُسی کو باغباں دیکھا

میں قرباں تجھ پہ اے مہدی میں صدقے تجھ پہ اے عیسےٰ
ہمہ اوصاف میں یکتا تجھے جانِ جہاں دیکھا

تو ہی اسلام کا ہمدرد اور غمخوار امت ہے
سوا ماں باپ سے تجھکو شفیق و مہرباں دیکھا

سراپا نورِ حق اور رحمتِ عالم تجھے پایا
تیری ذاتِ مقدس کو انیسِ بیکساں دیکھا

ملائک تیرے در پر رات دن کرتے ہیں دربانی
سلامی کے لئے حاضر گروہ قدسیاں دیکھا

تیرے احباب کو خوش وقت پایا تجھکو خوش خرم
شکست و یاس و حرماں کو نصیبِ دشمناں دیکھا

خبر تھی جس کی آمد کی تو وہ موعودِ عیسےٰ ہے
بخاری میں ترا حلیہ ملا کر ہم نے ہاں دیکھا

بجایا تو نے ڈنکا دین احمدؐ کا زمانے میں
کیا پامال جس جا کفر کا نام و نشاں دیکھا

ہزاروں دشمنِ اسلام کو دم میں کیا غارت
جری تجھ سا نظر آیا نہ تجھ سا پہلواں دیکھا

کہاں آتھم کہاں ڈوئی کہاں لیکھو بتاؤ تو
ہوئے فی النار کیونکر آپ نے اے مہرباں دیکھا

ہوا ارضِ مقدس قادیاں اُس فخرِ عیسےٰ سے
زمینِ ہند کی قسمت کو تو نے آسماں دیکھا

حیاتِ ابن مریم پر مرے جاتے ہو کیوں لوگو!
اُسے کس بات میں بڑھکر غلام احمدؐ سے ہاں دیکھا

کہاں مریم کا بیٹا اور کہاں احمدؐ کا شہزادہ
کرو انصاف گر ہے ناصرہ اور قادیاں دیکھا

نشاں سب ہو گئے پورے جو تھے مہدی کی آمد کے
مگر پھر بھی نہ تم نے حیف قومِ منکراں دیکھا

وفات حضرت عیسےٰ میں کیا شک رہ گیا باقی
نشاں جب اُس کی تربت کا محلہ یار خاں دیکھا

عبث تم منتظر عیسےٰ کے ہو جب آجتک کوئی
نہ آیا آسماں سے اور نہ جاتا آسماں دیکھا

بیاں کیا ہو جو اس فرطِ خوشی سے حال تھا میرا
کہ میں نے قادیاں میں بھائی اکبر شاہ خاں دیکھا

خدایا شکر ہے تیرا کہ عاجز عبد خالق نے
تیرے فضل و کرم سے مہدی آخر زماں دیکھا

ہمیں کیسی تعلیم مفید ہو سکتی ہے؟

شب دیجور بیم موج گردابے چنیں حائل۔
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

یہ شعر کیسا لطیف ہے۔ کیسے دردناک رنگ میں حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ میں تو جب کبھی اسے پڑھتی ہوں۔ اپنے ہی حسب حال سمجھتی ہوں۔ یہ جو چار دانگ عالم میں تعلیم نسوان تعلیم نسواں کا شور مچ رہا ہے۔ مگر کوئی خدا کا بندہ یہ نہیں بتاتا کہ آیا کس قسم کی تعلیم عورتوں کو دینی چاہئے اور مذاہب مثلاً عیسائی۔ آریہ۔ بنگالی وغیرہ تو کہیں رہے دگو انہوں نے بھی فی الحال خاطر خواہ کوئی تعلیم حاصل نہیں کی سوائے چند ایک کے بی اے کی ڈگری حاصل کرنیکے مگر میں اپنے ہی اسلامی بھائیوں سے مخاطب ہوتی ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے جو اسقدر اور اتنی مدت سے شور مچایا ہوا ہے۔ کہ تعلیم نسوان ضروری ہے۔ تو آپ نے مستورات کو حسب حال کیا مفید تعلیم شروع کی۔ ہماری سب سے اعلیٰ قومی دعوےٰ کرنے والی اور تعلیم نسوان کی حامی پارٹی علیگڈھ ہی نے کچھ تعلیم مستورات دینی شروع کی۔ مگر افسوس کہ غیر قوموں سے ٹکر اور انکی ریس کرکے جیسے اپنی مٹی خراب کی ایسے ہی اپنی مستورات کو اسلامی شعائر چھڑا کر تباہ کیا۔ مثلاً نماز روزہ سے بے پروائی۔ قرآن کریم۔ حدیث شریف مسائل علمیہ دینی محبت سے قطعی جواب دلایا۔ پردہ کے مسائل میں اسقدر ملاوٹ کی۔ کہ انگلش لیڈیوں کی طرح ہندوستانی اور خاص کر اسلامی بہنوں نے اپنی تصاویر اخبارات میں چھپوادیں۔ اور پورے طور پر یورپین اتباع۔ کا مصداق بن گئیں حیف!

صد حیف!! اے بڑے بڑے القابوں والے مولویو! اور عالم ہونے اور مصلح قوم ہونے کا دعوےٰ کرنیوالو! ذرا اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈال کر دیکھو تو سہی کہ کیا کر رہے ہو۔ ادھر تو خدا کے پاک کلام فرقان حمید کی صریح مخالفت کر رہے ہو۔ ادھر تمہیں دعوے ہے کہ ہم سنت نبی کریم سے باہر نہیں۔ میں اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں۔ کہ خیر ابھی تک تو آپ لوگ کسی شمار و قطار میں نہیں مگر آپ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے پیارے امام علیہ السلام کی مفید زندگی سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور جو کچھ کروگے جیسا اب مفید ثابت ہوگا۔ پھر ایسا کبھی نہیں ہونے کا۔ مطلب یہ کہ اپنی بہو بیٹیوں کو دینی اسلامی علم زور سے کوشش کرکے پڑھاؤ۔ اور نہیں تو وہ قرآن حمید کے مطالب سمجھ لیں۔ نماز پڑھ لیں۔ اپنی اولاد کو ہوش میں آتے ہی نیک تعلیم دے سکیں۔ بس فی الحال تو ہمارے مقدر میں ہی زیادہ تعلیم مفید نہیں۔ ہم نے زیادہ تعلیم یافتہ ہو کر کرنا ہی کیا ہے یہی کہ زیادہ مصیبت ہوگی اور کیا یعنی اگر ہم اپنا بھلا بُرا جاننے لگ گئیں۔ تو پھر مردوں کی زندگی بھی عذاب جان ہو جاوے گی۔ اب یہ تو ہے کہ صبر کا سبق عمدہ پڑھا ہوا ہے۔ وہ روز اول کا جس کی قسمت میں کسی کی تابع رہنا اور سخت مشکل کام۔ خانہ داری کے فرائض۔ اولاد کی مصیبت لکھی ہوئی ہے۔ ان سے تو ہرگز نجات نہیں ہونے کی اگرچہ علیگڈھ کالج کیا ولایت پڑھنے جاویں۔ مگر کیا اچھا ہو۔ اگر پہلے والدین دینی علم سکھاویں۔ اصل میں ہمیں اب ان کتابوں کی سخت ضرورت ہے!

قرآن مجید کے عمدہ ترجمہ کی۔ کتب حدیث بخاری۔ مسلم وغیرہ کے آسان مسایل اردو میں لکھے ہوں۔ طب کی ایک جامع کتاب جس میں بچوں کے امراض کے آسان آسان نسخے۔ عورتوں کی امراض کے آسان آسان مگر مختصر نسخے درج ہوں۔ مگر افسوس کہ کون ادھر توجہ کرے۔ حالانکہ سامان سارا جمع ہے۔ یعنی مسائل ہمارے پاس امام الزمان کے ہوتے کچھ مشکل نہیں۔ اگر کوئی مفید نسواں جمع کردے اور طب کے نسخے مولانا حکیم الامت کے ہوتے یا بہت سے ڈاکٹر ہمارے سلسلہ میں ہیں انکے ہوتے اگر کوئی حوصلہ سے کام لے تو ہرگز کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر کاش! ادھر کسی کو توجہ ہو۔ ہمارے شیخ صاحب مکرم ایڈیٹر الحکم نے کبھی ایک رسالے (جن کا سلسلہ بھی انہوں نے سالک مرواریدسے شروع کیا تھا) لکھنے کا وعدہ کیا تھا

مگر ہماری قسمت کہ صرف سلسلہ شروع کر کے بس کردی
ادھر ہماری بہن الہیہ ملک کرم الٰہی صاحب فرماتی ہین۔ کہ
آؤ۔ احمدی مستورات کا جلسہ کرین اور انہون نے یہ
تحریک ایک دفعہ الحکم مین کی بھی تھی جن کا جواب مجھے سے
چاہا۔ مگر کچھ تو مین اپنے مصائب مین پھنسی رہی اور کچھ یہ خیال
ہی کرنا جنون اور محال دکھائی دیتا تھا۔ ذرا اپنے ہی بدر کیجانب
دیکھو۔ کہ جسمین سے بدخواتین کا کالم کھولا گیا۔ کس کس بہن
یا کس خدا ترس بھائی نے بھی مضمون لکھا ہو۔ محترمہ مخدومہ
الہیہ صاحبہ مولانا مولوی نورالدین صاحب نے ایک دفعہ ایک ہی
مضمون شروع کر کے چھوڑ دیا۔ گویا اسے پورا ہی نہ کیا بنت
منشی غلام محمد صاحب پہلوری نے کچھ لکھنا شروع کیا تھا
اب وہ بھی ایسی کہین گم ہوگئین۔ کہ پردہ نشین کے شوق
مین بدر کو بھلا دیا۔ ادھر مسز عبدالغنی کنجاہی نے ایک ہی تحریر
لکھدی اور بس۔ خدا بھلا کرے۔ ہماری بہن اہلیہ ملک
کرم الٰہی صاحب کا جنہیں خدا نے کچھ مادہ فلاح مستورات
عطا کیا ہے۔ جب کبھی خانہ برداری کے بکھیڑون اور
بال بچے کے جھمیلون سے فراغت ملتی ہے تو کچھ لکھی
دیتی ہین کاش اکہ ہمارے بھائی ہماری ضروریات کی کتابین
تو مہیا کرین۔ ورنہ ہم ہین اور آئے دن کے مصائب ہم
ہین۔ اور ایک ہی اصیر کا سبق پڑھ لین گے اور بس یہ
شعر پڑھ چھوڑینگے۔ ع

ہم ہزار ما غریبان سے چراغ نے نگے۔
نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے

بس یہ ہماری حالت ہے حال ہی کہا گیا ہمارا۔ فقط

احمدی خاتون گولیکی ضلع گجرات

اعزاز عبدالغنی صاحب احمدی افسر فراشخانہ ریاست پٹیالہ کو گورنمنٹ کی طرف سے بصلہ عمدہ خدمات درایام سفر امیر صاحب ایک لنگی اور ایک سند خاص عطا ہوئی ہے۔

انتخاب الاخبار

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے سٹیشن دیوبند کے متصل
ایک مسافر گاڑی پٹری سے گر پڑی۔ کوئی مسافر زخمی نہین ہوا
کلکتہ کے فنڈ امداد قحط زدگان کیلئے حضور
مہاراجہ دربھنگہ نے بارہ ہزار روپیہ عطیہ خزانہ ہے۔

پچھلے ہفتے ہندوستان مین طاعون سے کل
۸۹۴۸ کیس اور ۶۲۳۹ فوتیان وقوع مین آئین۔

جرمنی نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ایران مین اپنی
تجارت کو خوب ترقی اور نشوونما دیگا بقول نامہ نگار نوائے وقت
بغداد ریلوے بسرعت تیار ہو رہی ہے بوقت
ضرورت پہلے جرمنی کے روپیہ سے یہ ریلوے مکمل
کی جاویگی۔

ترکی ایرانی جھگڑے کے متعلق جرمنی نے باب عالی
کو کہا کہ ترکی فوجون کو واپس بلالے اور لڑائی کو ٹھنڈا رکھے

ٹوکیو سے خبر آئی کہ جاپان مین مالی مشکلات دن
بدن بڑھ رہی ہین۔ اوساکا اور کوبے کے بہت سے
بینک بند ہوگئے۔

جاپانی جہاز ٹٹسو مارو مخلصی پاگیا چین نے کل
ہرجانہ بمعہ اجرت سامان گوناگون جاپان کو دیا۔ معافی مانگی

برلن سے خبر آئی کہ جرمن گورنمنٹ نے مشرقی افریقہ
مین ریل بنانا منظور کرلیا ہے بہ لاگت ۵۰ لاکھ پونڈ۔

مراجعت حضرت مولوی محمد احسن صاحب بخیروعافیت واپس دارالامان پہنچ گئے ہین۔

شیلڈ خوشی کی بات ہے کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کی فٹ بال ٹیم نے امرتسر کے ٹورنامنٹ
مین تمام سرکل سے شیلڈ جیت لی ہے۔ یہ مدرسہ کی گیمس
کے سپرنٹنڈنٹ ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ اور
محنت کا نتیجہ ہے۔ فٹ بال ٹیم کے طلبا مفصلہ ذیل
ہین۔ گوہر دین کپتان۔ خواجہ عبدالرحمٰن۔ غلام حسین
عبدالغنی۔ فضل دین۔ عبدالرحمٰن امرتسری۔ امجد حسین
منظور علی شاکر۔ محمد اسمٰعیل صاحب۔ سید حبیب اللہ شاہ
عبداللہ جٹ۔ ٹیم کے ہر ایک ممبر کو ایک ایک لنگی
انعام دیگئی ہے۔

کلکتہ مین حال کے جلسہ امداد قحط زدگان کے موقعہ
پچاس ہزار روپیہ عام چندون سے جمع ہوا ہے۔

مسٹر پاول صاحب گورنمنٹ پلیڈر حال سے
مقدمات بلوہ کی پیروی کے لئے تناولی کو روانہ ہونے
والے ہین۔ بحکم گورنمنٹ
ضلع تناولی مین تعزیری پولیس کا خرچ چار ہزار روپیہ
ماہوار ہوگا جو وہین کے باشندگان سے وصول کیا
جاویگا۔

رنگون کی خبر کہ جنوبی ریاستہائے شان کے مقام
یانگھائی مین سخت واردات آتشزدگی سے عظیم نقصان
ہوا۔
اس آتش زدگی سے قریب تین سو مکانات تباہ ہو
گئے۔ نقصان کا اندازہ قریب ۵ لاکھ کے کیا جاتا ہے

ہفتہ مختتمہ ۱۴ مارچ ہندوستان مین کل اموات
طاعون سے ۶۲۳۰ ہوئین۔ ہفتہ سابق سے ۱۰۶ کمتر۔

جے پور کی خبر کہ وہان طاعون کا سخت زور ہے۔
قریب چار سو فوتیان ہر ہفتہ طاعون سے ہوتی ہین۔

چین نے احکامات نافذ کئے ہین کہ بیچا لاسہ
لاسہ سے تکبتسی اور تکیتسی یا گیا نتسی سلسلہ تار
برابر جاری کیا جاوے۔

اٹلی اور روس نے فیصلہ کیا ہے کہ باب عالی کو
ڈینیوب ایڈریاٹک ریلوے کیطرف متوجہ کیا اور چاہئے
کہ سکیم کی مدد کرے۔

راولپنڈی کے موضع دبیرن مین ۲۰ گذشتہ
فروری کو چھ جانون کا خون کیا گیا۔ سننے مین آیا ہے کہ
وہان کے مہاجن عطر سنگھ کے گھر پر رات کیوقت
مسمی علا آیا جو مہاجن کا واقف تھا۔ مہاجن نے پوچھا
اتنی رات۔ کہان سے آیا جسکے جواب مین علا نے
کہا کہ پٹواری کی ڈاک لے گیا تھا۔ اس باعث دیر ہوگئی۔
رات کو یہان رہونگا۔ عطر سنگھ نے روٹی کا پوچھا اوس نے
کہا روٹی کھا آیا ہون چنانچہ مہاجن نے ایک کمرہ اور
چار پائی دیدی اور خود باہر عام سالہ مین چلا گیا۔ سویرے کو
جب ۹ بجے کے قریب گھر مین واپس آیا تو تمام
کپڑے برتن بکھرے ہوئے پائے۔ عورت کو آواز
دی۔ نہ بولا۔ جب آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ
عورت معہ تین لڑکیون اور دو لڑکون کے ذبح ہوئی
پڑی ہے۔ اس کی آنکھون سے خون اتر آیا اور تھانہ
مین رپورٹ لکھوانے چلا گیا۔ علا مہاجن کے گھر سے
پانچسو روپیہ کا مال اسباب لیکر کہین غائب ہوگیا ہے۔
پولیس تحقیقات کر رہی ہے اور امید واثق ہے کہ ملزم اپنے
کئے کی سزا پائیگا۔ آجکل ایسا زمانہ آرہا ہے کہ کوئی شخص
کسی دوسرے پر اعتبار نہین کر سکتا خوش قسمتی کی بات ہے
کہ مہاجن مکان پر موجود نہ تھا ورنہ وہ بھی ذبح کیا جاتا۔

رسید زر

۳ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۰۹۸ - محمد اسمٰعیل صاحب
۱۴۴۰ - ملک نادر شاہ صاحب
۱۲۶۱ - سکرٹری جماعت احمدیہ
۱۰۰ - مرزا محمد احسن بیگ صاحب
۶۵ - انوار حسین خان صاحب
۱۱۸۹ - محمد یوسف صاحب
۱۵۹۵ - سردار شیر بہادر خان
۱۷۳۳ - سید محمد حسین صاحب

۴ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۵۱۹ - محمد اکرام خان صاحب
۱۲۹۰ - فیاض الدین احمد صاحب

۵ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۱۲۶ - مولوی محمد علی صاحب
۱۴۹۴ - غلام احمد صاحب
۲۷۹ - میاں عبد اللہ صاحب
۶۴۴ - بابو نور الدین صاحب

۶ فروری ۱۹۰۸ء

۲۰ - مرزا سلطان احمد صاحب
۱۷۸۵ خیر الدین صاحب

۱۱ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۴۲ - مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
۳۴۲ - ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب
۱۵۷۴ - فضل رحمٰن صاحب

۱۳ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۴ - عبد الرشید صاحب
۱۹۵۲ - اللہ دتہ صاحب
۱۶۸ - عبد اللہ صاحب
۵۷ بہادر علی صاحب
۱۱۷۴ - شیخ کریم اللہ صاحب
۹۰۳ - غلام دستگیر صاحب
۱۵۱۳ - کریم عبد القادر صاحب
۸۸۷ - غلام محمد صاحب
۱۸۳۶ - شیخ اللہ دین صاحب
۱۵۳۴ - رئیس الدین صاحب
۱۳۴۷ - گوہر علی شاہ صاحب

۱۲ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۰۹۱ - چودھری غلام حسین صاحب
۱۴۹ - جعفر خان صاحب
۱۵۸۹ - منشی دیدار بخش صاحب
۲۴۳ - غلام محی الدین صاحب
۱۲۲۸ - ایس - این احمد صاحب

۱۵ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۴۸۵ - یار محمد صاحب
۱۷۳۸ - جمال الدین صاحب
۱۰۲۸ - بشارت احمد صاحب
عیسےٰ خان صاحب

۱۷ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۳ - چودھری غلام علی صاحب
۱۸۶ - سلطان علی صاحب
۱۱۸۳ - نذیر محمد صاحب
۵۵۹ - خواجہ عقار جو صاحب
۴۸۷ - مولوی عبد الرحمٰن صاحب
۹۴۵ - مرزا رحیم بیگ صاحب
۱۵۷۸ - نظام الدین صاحب

۱۸ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۵۰ حافظ محمد امین غلام نبی صاحب
۱۹۵۸ - چودھری رحمت اللہ صاحب

۱۹ - فروری ۱۹۰۸ء

۵۰۱ - محمد دین صاحب پٹواری
۵۹۴ - خدا بخش صاحب
۱۶۳۷ - محمد علی صاحب
۱۸۷۴ - مرزا رحمت اللہ بیگ
۲۷۳ - قدرت اللہ صاحب

۲۰ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۴۹ - انعام رسول صاحب

۲۱ - فروری ۱۹۰۸ء

۶۰ - سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب
۱۰۲۶ بابو محمد فاضل صاحب

۲۳ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۶۰ شیخ عبد العلی صاحب
۱۰۸۶ - سید نیاز حسین صاحب
۱۲۱۷ - قادر بخش صاحب

۲۵ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۴۸ - شیخ غازی الدین صاحب

۱۹۳۱ - غلام محی الدین صاحب
۱۱ نواب خان صاحب
۱۹۶۹ - خدا بخش صاحب
۱۹۰۲ - منشی جلال الدین صاحب

۲۷ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۹۴۵ - منشی نور محمد صاحب
۱۹۶۳ - ملک محمد حیات صاحب
۶۳۹ راجہ یار محمد خان صاحب
۲۴۰ - فضل محمد صاحب

۲۹ - فروری ۱۹۰۸ء

۱۰۵۳ - حاجی الٰہی بخش صاحب
۱۲۶۰ بحساب ۱۲۶۰
۱۹۷۴ - نواب قیصر خان صاحب
۸۱۲ رسول بخش صاحب
۵۸۰ احمد حسن صاحب
۱۹۶۵ منشی غلام رسول صاحب

یکم مارچ ۱۹۰۸ء

۱۴۶۹ - غلام رسول صاحب
۱۸۶۹ مہربان علی صاحب

۲ - مارچ ۱۹۰۸ء

حافظ محمد صاحب ۳۴
۷۳۵ گلاب الدین صاحب

۴ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۵۵۲ - بابو انتظام الدین صاحب

۵ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۴۵۷ - محمد فاضل صاحب

۶ - مارچ ۱۹۰۸ء

۳۲۲ - سید صادق حسین صاحب
۱۹۶۳ - شیخ عبد الغنی صاحب

۷ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۹۷۳ بابو محمد طالب صاحب

۹ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۹۰۷ - سید محبوب عالم صاحب

۱۱ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۹۷۹ - غلام نبی صاحب
۶۳۱ نواب الدین صاحب
۱۹۸۱ عبد الکریم صاحب
۱۹۵۷ مولوی عبد الواحد صاحب
۱۹۶۹ - عبد العزیز صاحب

۱۴ - مارچ ۱۹۰۸ء

۶۰۳ - پیر محمد سعید صاحب
۳۴۴ عبد اللہ صاحب
۱۸۷۳ - شمس الدین صاحب
۱۹۶۲ - محمد صدیق صاحب
۱۸۸۲ - محمد سلیمان صاحب
۴۹ - نادر خان صاحب
۱۹۹۵ - منشی غلام نبی صاحب

۱۸ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۹۸ - ملک حسن محمد صاحب
۳۰۷ - منشی محمد دین صاحب
۱۸۱۶ - محمد محسن صاحب
۱۹۸۶ - قاضی محمد علی صاحب
۱۶۹۹ - معراج الدین صاحب
۸۴۵ عبد الرحمٰن صاحب
۱۹۸۳ - نعمت علی شاہ صاحب

۲۰ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۲۴۹ - میاں شمس الدین صاحب
۱۱۴۹ - حسن موسیٰ صاحب
۱۸۳۲ عبد الوحید صاحب
۵۹۳ عبد الرحمٰن صاحب
۲۹۵ - خیر الدین صاحب
۱۹۹۳ - مرزا عبد الغنی صاحب
۱۰۹۱ پیر اندتا صاحب
۱۰۲ - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب
۱۶۳ - نذیر الدین صاحب
۱۴۵ - غلام رسول صاحب
۴۹۳ - محمد یوسف صاحب

۲۱ - مارچ ۱۹۰۸ء

۶۹۶ - عباس علی صاحب
۹۸ - علی احمد صاحب
۱۰۱۴ - عزیز الدین صاحب

۲۲ - مارچ ۱۹۰۸ء

۱۳۶۸ - مولوی فتح الدین صاحب
دھرم کوٹ
۰ امیر اللہ صاحب

ایک سچی شہادت

دماغی کاموں کی کثرت کیوجہ سے پانچسال ہوئے میرا دماغ بہت ضعیف ہوگیا تھا اور قدرتی حافظہ میں فرق آنے لگا تھا طبیعت میں تکان معلوم ہوتا تھا اور کمزوری اعصاب کیوجہ سے مجھے یہ بھی شک ہو گیا کہ میری بائیں طرف کے کل اعضا کمزور ہوتے جاتے ہیں انگریزی اور یونانی علاج مختلف اطباء سے کئے گئے - مگر بہت کم فائدہ ہوا یا عارضی فائدہ ہوا آخرکار حکیم منشی محمد دین صاحب کی حبوب مقوی کا میں نے استعمال کیا اور اس وقت بھی وقتاً فوقتاً استعمال کرتا ہوں ان گولیوں کے استعمال سے میری کل شکایات مندرجہ بالا رفع ہوگئیں میرے تجربہ میں ان گولیوں سے زیادہ مقوی اور دوائی نہیں آئی میری تحریک سے اور بہت سے دوستوں نے ان گولیوں کا استعمال کیا اور ایسا ہی مفید پایا جیسے کہ میں نے - میں حکیم منشی محمد دین صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے ایسی دوائی دی - راقم محبوب عالم مہتمم مال کونسل دربار ٹونک (راجپوتانہ) سابق پرنسپل اسسٹنٹ صاحب ریونیو کمشنر سرحدی صوبہ پشاور

ناظرین یہ ہے وہ شہادت جو گورنمنٹ عالیہ کا ایک معزز افسر اپنے ذاتی تجربہ کے بعد **حبوب مقوی** کے متعلق دے رہا ہے - یہ گولیاں تمام نظام عصبی پر ازحد مفید اثر کرتی ہیں اور اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور معدہ کے حق میں بلا مبالغہ اکسیر کا حکم رکھتی ہیں جن لوگوں کے دل و دماغ مطالعہ کتب و دیگر امور متعلقہ خوض و فکر مثلاً کاروبار عدالت و حساب وغیرہ کیوجہ سے کمزور ہوگئے ہوں اور تھوڑا سا کام کرنے پر تھک جاتے ہوں انشاء اللہ ان گولیوں کے استعمال سے یہ تمام ضعف دور ہوکر آئندہ کے لئے گھنٹوں کا کام کرنے کی طاقت پیدا ہو جاوے گی - یاد رہے کہ ہر قسم کی قوت یا کمزوری نظام عصبی ہی کی حالت کے ماتحت ہوتی ہے - قیمت فی سینکڑہ چار روپے - بیس گولی عہ - علاوہ بریں اور کئی امراض باطنی و ظاہری کی نہایت مجربہ اور مفید ادویہ مل سکتی ہیں - ازانجملہ سرمہ عجیب دھند - جالا - پھلی - خارش چشم - رتوند - آنکھوں سے پانی جاری رہنا اور پیچ پن اور خفیف پھولا کے لئے بے نظیر ہے فی تولہ ۴ سفوف جریان مفرح ہاضم - دیرینہ فتور ہضم جنہیں ترش ڈکار آتے اور گاہ گاہ بخار محسوس ہوتا ہو - طبیعت بیکل اور بے چین رہتی ہو پشت پہلو اور فم معدہ میں گاہ گاہ سوزش معلوم ہوتی ہو اور نیند اچھی طرح سے نہ آتی ہو ان تمام شکایات کے لئے یہ سفوف اکسیر کا حکم ہوتا ہے - پتہ خوشخط بمعہ حالات مفصل و عمر و نام اور ڈاکخانہ درج ہوں محصول و جوابی ٹکٹ بذمہ خریدار

المشتہر

حکیم محمد دین احمدی - دروازہ دہلی سنگھ - گوجرانوالہ

[illegible]

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین کیلئے چھپا۔